

وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علمبردار

پندرہ روزہ

# السُّنَّةُ

گوجرانوالہ

زیر سرپرستی:

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

زیر ادارت:

ابوعمار زاہد الراشدی

الشرعیۃ ا카데미  
مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

# تمام مسلم حکومتیں اپنے ممالک میں شریعت اسلامیہ کا نظام نافذ کریں

## عالمی فورموں پر ختم نبوت اور شرعی احکام کے دفاع کی طرف توجہ دی جائے

### برمنگھم میں عالمی ختم نبوت کانفرنس سے مولانا درخوآستی اور مولانا راشدی کا خطاب

۸۔ اگست ۱۹۹۹ء کو برمنگھم (برطانیہ) کی مرکزی جامع مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت عالمی مجلس کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتم نے کی۔ کانفرنس صبح دس بجے سے شام سات بجے تک جاری رہی اور اس میں برطانیہ کے مختلف شہروں سے ہزاروں مسلمانوں نے روایتی جوش و خروش کے ساتھ شرکت کی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے راہ نمائوں مولانا عبد الغفور حیدری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو اور مفتی محمد جمیل خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہ نمائوں مولانا اللہ وسلیا، صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا محمد اکرم طوفانی، جمعیت اشاعت التوحید والسنتہ کے راہ نمائوں مولانا اشرف علی اور مولانا قاری خلیل احمد بندھلانی، جمعیت علماء برطانیہ کے راہ نمائوں مولانا عبد الرشید ربانی اور مولانا مفتی محمد اسلم اور پاکستان شریعت کونسل کے راہ نمائوں مولانا فداء الرحمن درخوآستی اور مولانا زاہد الراشدی سمیت بیسیوں علماء کرام نے خطاب کیا جبکہ کانفرنس کی اہم قراردادوں میں مسلم ممالک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور قادیانوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے مطالبات کے علاوہ امارت اسلامی افغانستان میں طالبان کی حکومت کی بھرپور حمایت، عرب مجاہد اسامہ بن لادن کے حوالہ سے امریکی اعلانات کی مذمت اور برطانیہ میں قادیانوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم گروہ تسلیم کرنے کے مطالبات شامل تھے۔ کانفرنس میں برطانوی حکومت کے نمائندہ نے وزیر داخلہ کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس میں مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی خواہش کے اظہار کے ساتھ مسلم راہ نمائوں سے اس سلسلہ میں تجویز پیش کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ کانفرنس سے برطانیہ کے ہاؤس آف لارڈز کے مسلمان ممبر لارڈ نذیر احمد نے بھی خطاب کیا اور دینی جماعتوں پر زور دیا کہ وہ تعلیم اور پرسنل لاء میں مسلمانوں کا مذہبی تشخص برقرار رکھنے کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمن درخوآستی نے کانفرنس سے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کی تمام مسلم حکومتیں اپنے اپنے ممالک میں طالبان کی طرز پر مکمل اسلامی نظام نافذ کریں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور دیگر دینی مسائل کے لیے جدوجہد ضروری ہے لیکن ان سب مسائل کا حل اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے اس لیے کہ اگر مسلم ممالک میں شرعی قوانین نافذ ہو گئے تو یہ تمام مسائل خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لیے کانفرنسوں کا انعقاد ضروری ہے اور ان کی افادیت سے انکار نہیں مگر صرف یہ بات کافی نہیں ہے بلکہ جن بین الاقوامی لابیوں اور فورموں میں ناموس رسالت کے تحفظ، عقیدہ ختم نبوت اور شرعی قوانین کے حوالہ سے مخالفانہ مہم جاری ہے، وہاں تک جدوجہد کا دائرہ وسیع کرنا ضروری ہے اور اس کے بغیر دینی جماعتیں اپنی ذمہ داری سے عمدہ برآ نہیں ہو سکیں گی۔

انہوں نے طالبان کی اسلامی حکومت اور ظلیج عرب سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے بارے میں عرب مجاہد اسامہ بن لادن کی جدوجہد کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے دینی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ اس سلسلہ میں کسی مصلحت کا شکار نہ ہوں اور پورے حوصلہ اور جرات کے ساتھ امریکی عزائم کی مذمت کرتے ہوئے امارت اسلامی افغانستان کی شرعی حکومت اور عرب مجاہد اسامہ بن لادن کی حمایت کریں۔

پندرہ روزہ

# الشريعة

گوجرانوالہ

الشريعة اكاڊمي  
گوجرانوالہ  
کا  
ترجمان

زیر سرپرستی  
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر  
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

رئیس التحریر  
ابوعمار زاہد الراشدی  
مدرس  
حافظ محمد عمار خان ناصر

مدرس منتظم  
عامر خان راشدی

شمارہ ۱۷-۱۷

۲۱- اگست، یکم ستمبر ۱۹۹۹ء

جلد ۱۰

فہرست مضامین

۴	رئیس التحریر	کلمہ حق
۶	پروفیسر عبد الماجد	قرآنی آیت کی تحریف معنوی
۷	ڈاکٹر عفتان سلجوق	کچھ داغستان کے بارے میں
۸		مسلم دنیا کے چند قاتل فخر سائنس دان
۱۰	صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی	یقین
۱۱	ظفر عمر	قرض کیوں؟ اپنا روپیہ کیوں نہیں؟
۱۳	ابوعمار زاہد الراشدی	حالات و واقعات
۱۶	اوارہ	جرس کارواں
۱۸	رئیس التحریر	تعارف و تبصرہ

زیر مبادلہ

سالانہ ایک سو روپے  
فی پرچہ پانچ روپے  
بیرونی ممالک سے  
دس امریکی ڈالر سالانہ

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد  
پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ

فون و فیکس

0431-219663

ای میل

alsharia@paknet4.ptc.pk

ویب ایڈریس

http://www.ummah.net/al-sharia

زرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ دو ہزار روپے

اندرونی صفحہ ٹائیکل پندرہ سو روپے

اندرونی صفحہ عام بارہ سو روپے

## جبری شادیاں اور برطانیہ کی مسلم کمیونٹی

ان دنوں برطانیہ میں جبری شادیوں پر بحث کا بازار گرم ہے اور مختلف عدالتوں میں مقدمات کے ساتھ ساتھ اخبارات و جرائد و محافل و مجالس میں بھی گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔ مغرب میں لڑکا اور لڑکی اپنا شریک حیات چننے میں آزاد ہیں اور اس میں باپ کا کوئی اہم رول نہیں ہوتا۔ جبکہ ہمارے ہاں رشتے کا چناؤ اور شادی کا اہتمام عام طور پر ماں باپ کرتے ہیں اس لیے ان روایات کا ٹکراؤ مغرب میں رہنے والے مسلمان خاندانوں کے لیے لاغیل مسئلے کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

یہاں پیدا ہونے اور پرورش پانے والے لڑکے اور لڑکیاں اپنا شریک حیات خود چننے کا اختیار حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس میں بااوقات مذہب کی قید بھی باقی نہیں رہتی اس لیے اسلامی اور مشرقی روایات کے حامل خاندانوں کے لیے اس صورت حل کو قبول کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ اس کا حل زبردستی کی صورت میں کرنا چاہتے ہیں جس میں حکومتی ادارے مداخلت کرتے ہیں اور ماں باپ کا ساتھ دینے کے بجائے لڑکی اور لڑکے کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جس سے ماں باپ اکثر و بیشتر بے بسی کی تصویر بن کر رہ جاتے ہیں۔

جہاں تک رشتے کے چناؤ اور شادی کے اہتمام کا تعلق ہے، اسلام اس میں بالغ لڑکے اور لڑکی کی رائے کا حق تسلیم کرتا ہے اور ماں باپ کو جبر کی اجازت نہیں دیتا لیکن اس سلسلہ میں چند اصولوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اسلام مرد اور عورت میں خفیہ تعلقات کی سرے سے نفی کرتا ہے اور قرآن کریم نے ولا متخذات اخدان کہہ کر لڑکے اور لڑکی کے درمیان خفیہ مراسم کو سرے سے حرام کاری قرار دیا ہے۔ ہاں اس سے ہٹ کر لڑکا یا لڑکی نکاح کے لیے کسی پسند کا اظہار کرتے ہیں تو دونوں کے مسلمان ہونے کی صورت میں اسلام نے اس کا بھی احترام کیا ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس کی کفالت میں ایک یتیم لڑکی ہے جس کے لیے شادی کے دو پیغام آئے ہیں۔ ایک خواہش مند ملدار ہے اور دوسرا تنگ دست اور غریب ہے۔ اس نے کہا کہ ہم اس کا نکاح ملدار شخص سے کرنا چاہتے ہیں جبکہ وہ لڑکی غریب شخص کو پسند کرتی ہے۔ اس پر جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لم یر للمنتحابین مثل النکاح محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ گویا نبی اکرم ﷺ نے اس

ارشاد گرامی کے ساتھ لڑکی کی پسند کے احترام کی ہدایت فرمائی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ نے ”کفو“ کے حوالہ سے لڑکی کے لیے ماں باپ اور خاندان کی عزت و وقار کا لحاظ رکھنے کو بھی ضروری قرار دیا ہے اور اس طرح ماں باپ کے وقار و عزت اور لڑکی اور لڑکے کی آزادی اور پسند کے درمیان ایک توازن قائم کر دیا۔ چنانچہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی صراحت کے مطابق اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ باغ و عاقلہ لڑکی پر اس کے باپ کو کسی رشتہ اور نکاح کے لیے جبر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن لڑکی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ شادی کرے جو اس کے ماں باپ اور خاندان کے لیے معاشرتی طور پر باعث عار ہو اور وہ اس میں اس سوسائٹی کی معروف اقدار و روایات کے حوالے سے سخت محسوس کریں۔

یہ تو اس مسئلہ کی اصولی حیثیت ہے مگر یہاں صورت حال اس سے مختلف ہے اور ایسی شادیوں کو بھی جبری قرار دیا جانے لگا ہے جو ماں باپ نے لڑکیوں کو اہتمام میں لے کر کیں۔ ان لڑکیوں نے اس وقت اس کو قبول کر لیا لیکن بعد میں کسی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا تو لڑکی نے یہ موقف اختیار کر لیا کہ اس کی شادی اس کی مرضی کے خلاف ہوئی تھی اس لیے اسے جبری شادی قرار دے کر منسوخ کیا جائے۔ حالانکہ اس سلسلہ میں اسلام کا واضح اصول ہے کہ اگر لڑکی کو ماں باپ کے طے کیے ہوئے رشتہ پر اعتراض ہے تو بالغ ہونے کی صورت میں اسے اس وقت اس رشتہ کو مسترد کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن اگر اس نے یہ حق استعمال نہیں کیا اور اس سے دستبردار ہو کر شادی کو عملاً قبول کر لیا تو اب وہ نکاح شرعاً منصف ہو گیا ہے اور اس کے بعد اسے دوبارہ یہ اختیار واپس نہیں ملے گا۔

اس سلسلہ میں حال ہی میں لندن کے ایک اخبار نے گلاسگو کے ایک پرانے کیس کے بارے میں رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق نسرین اکمل نامی لڑکی کا نکاح اس کے ماں باپ نے پاکستان جا کر کیا۔ اس کے بعد اس کا خاوند برطانیہ آیا اور وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہے حتیٰ کہ ان کے تین بچے ہوئے اور تین بچوں کی ولادت کے بعد میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا جس پر نسرین اکمل نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ چونکہ اس کی شادی اس کی رائے کے خلاف ہوئی تھی اس لیے اسے ”جبری شادی“ قرار دے کر منسوخ کیا جائے چنانچہ برطانوی عدالت نے اس کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے شادی کو سرے سے منسوخ قرار دے دیا جس

## بی بی سی کا اعتراف حقیقت

لندن (سٹاف رپورٹر) ہاؤس آف لارڈز کے لیبر رکن لارڈ نذیر احمد نے بی بی سی پر اسلام کے بارے میں زیادہ پروگرام نہ دکھانے اور ادارہ میں مسلمانوں کی کم نمائندگی کے بارے میں جنگ جیت لی ہے۔ بی بی سی کے ڈائریکٹر جنرل سر جان برٹ اور اعلیٰ انتظامیہ نے اعتراف کیا ہے کہ لارڈ احمد کا موقف صحیح ہے اور وہ اس بات کا بہت جلد ازالہ کریں گے۔ یہ وعدہ ہاؤس آف لارڈز میں منعقد ایک اجلاس میں سر جان برٹ نے کیا۔ اجلاس میں 'جو نارتھ ڈبلیو کی صدارت میں ہوا جس میں ایلن نیبنوب، سر کرسٹوفر ٹونی ہل، وال وائٹ، بیرونس بیگ بھی شریک تھے' لارڈ احمد نے یہ سوال اٹھایا کہ بی بی سی میں مسلمانوں کی نمائندگی کم ہے اور ان کے بارے میں پروگرام نہیں بنائے جاتے۔ بی بی سی کا مذہبی محکمہ عیسائیوں کے بارے میں پروگرام بناتا ہے۔ برمنگھم میں ایشین پروگرام ڈیپارٹمنٹ خاص عمر کے ایشیائیوں کے ایک مخصوص سماجی گروپ کے لیے بولی ووڈ اور بھنگڑا کا پروگرام بناتا ہے اور اس بات کے شواہد ہیں کہ پروگرام یونٹ پاکستانی، کشمیری اور بنگالی مسلمانوں سے امتیاز برت رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ بی بی سی دو ملین مسلمانوں کی 'جو ٹی وی کے لائسنس خریدتے ہیں' ضروریات کس طرح پورا کرنے گی؟ ادارہ کے چیف ایگزیکٹو ایشین پروگرام ڈیپارٹمنٹ میں اقربا پروری کے بارے میں کیا کر رہے ہیں؟ لارڈ احمد نے بی بی سی کو یہ تفصیلات بھی دی تھیں کہ کس طرح بھارتی نژاد لوگوں نے ڈیپارٹمنٹ پر قبضہ کر رکھا ہے، کسی پاکستانی یا کشمیری کو اہم عہدہ پر نہیں جانے دیا جاتا اور ارویا اسلام کے بارے میں پروگراموں کے کرتا دھرتا ایسے لوگ ہیں جو اردو لکھ اور بول نہیں سکتے اور یہ کہ کئی پاکستانی یا کشمیری ملازمین کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ لارڈ احمد نے بعض بھارتی نژاد افراد کی نشاندہی بھی کی تھی جو مسلمانوں کو ادارہ سے باہر رکھنے یا ان کے غیر اہم عہدوں پر تعین کے پس منظر میں ہیں۔ بی بی سی نے ۲۱ جون کو لارڈ احمد کو ایک خط بھی لکھا ہے جس میں بی بی سی پر اسلام کے بارے میں کم کوریج اور مسلمانوں عملہ کی کمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ادارہ اس کے ازالہ کی کوشش کر رہا ہے جبکہ مسلمان عملہ کی بھرتی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ وہ مذہبی بنیاد پر ملازموں کے انداز و شمار نہیں رکھتے البتہ آئندہ مردم شماری کے بعد ایسا ممکن ہوگا۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۷ جون ۱۹۹۹ء)

سے اس کے تین بچوں کی ولدیت بھی قانونی طور پر ختم ہو گئی۔ رپورٹ میں اس خاتون کا بیان شامل ہے جس میں اس نے اس بات کا شکوہ کیا ہے کہ اس واقعہ کو سات سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود مسلم کمیونٹی میں اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس کے بچوں کو "حرامی" کہا جاتا ہے اور وہ خوف و ہراس کی فضا میں زندگی بسر کر رہی ہے اس لیے وہ کسی ایسے علاقہ میں منتقل ہونا چاہتی ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہو۔

یہ صرف ایک کیس کا مسئلہ نہیں۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات اس سوسائٹی میں بکھرے پڑے ہیں اور مسلمان خاندانوں کی مشکلات میں اضافہ کا سبب بن رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس مسئلہ کے حل کے لیے دو باتوں کا اہتمام ضروری ہے۔ ایک اس بات کا کہ مسلمان خاندان اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت اور انہیں اسلامی معاشرت کے ساتھ ذہنی طور پر منسلک رکھنے کے لیے ابتدا سے توجہ دیں، ان کی ذہن سازی اور تربیت کا اہتمام کریں اور انہیں اسلامی کلچر اور روایات سے روشناس کرائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں کی مسلم کمیونٹی اپنے کلچر کے تحفظ کے لیے اجتماعی جدوجہد کرے، خاندانی نظام اور پرسنل لاز میں جداگانہ قوانین اور سسٹم کے حصول کے لیے مسلمان منظم ہو کر آواز اٹھائیں۔ اپنے کلچر اور شخصی قوانین کا تحفظ ہر مذہب کے پیروکاروں کا حق ہے۔ اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسیحی کمیونٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شخصی قوانین اور خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائے اور دستور پاکستان میں اس کا یہ حق باقاعدہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے تو برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کا بھی یہ حق ہے کہ انہیں خاندانی زندگی میں اپنے مذہب کے شخصی قوانین پر عمل کرنے کے لیے عدالتی تحفظ فراہم کیا جائے اور اس کے لیے جداگانہ عدالتی سسٹم مہیا کیا جائے تا کہ وہ نکاح طلاق اور وراثت کے خاندانی معاملات میں اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کر سکیں۔ اس کے لیے مسلم سربراہ کانفرنس کے جدہ سیکرٹریٹ اور دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کی وزارت ہائے مذہبی امور کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ برطانوی حکومت کو اس کے لیے باضابطہ طور پر تجویزیں بھجوائیں اور یہاں رہنے والے مسلمانوں کے کلچر اور خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

## مولانا زاہد الراشدی کی گوجرانوالہ واپسی

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی برطانیہ میں تین ماہ قیام کے بعد ستمبر کے پہلے ہفتہ کے دوران گوجرانوالہ واپس پہنچ رہے ہیں۔ وہ ۱۰ ستمبر کا جمعہ مرکزی جامع مسجد (شیرانوالہ بلخ) گوجرانوالہ میں پڑھائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

## قرآنی آیت کی تحریف معنوی

”اے ہمارے پروردگار! اپنی رحمت و کرم سے ہمارے لیے ایسے حکم بھیجے جائیں جن کے بجالانے میں ہم پر صعوبت اور مشقت نہ ہو، نہ بھول چوک میں ہم پکڑے جائیں، نہ مثل پہلی امتوں کے ہم پر شدید اتارے جائیں، نہ ہماری طاقت سے باہر ہم پر کوئی حکم مقرر ہو۔“

۵۔ تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۶۳ پر اس آیت کا مفہوم یوں بیان کیا ہے۔

یعنی لا تکلفنا من الاعمال ما لا نطيق القيام به لشغل حملہ علينا وهو حدیث النفس والوسوسة وقيل هيجان الغلعة وقيل هو شماتة الاعداء

۶۔ تفسیر البحر المحیط ج ۱۳ ص ۳۶۹ پر اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے۔

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به (قال قتادة لا تشدد علينا كما شددت على من كان قبلنا وقال الضحاك لا تحملنا من الاعمال ما لا نطيق

ان تمام تفسیروں کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ آیت مذکورہ سے مراد زیادہ بچوں کا بوجھ نہیں بلکہ دیگر مصائب و دشواری ہیں۔

پاکستان ٹیلی ویژن اور وزارت بہبود آبادی قرآنی آیات میں کج روی اختیار کرنے اور غلط تفسیر بیان کرنے کے مجرم ہیں اور اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ کیونکہ الملو (قرآنی آیات میں کج روی) کا مفہوم حضرت ابن انسؓ نے یہ بیان فرمایا الالحاد هو وضع الكلام على غير موضعه یعنی الملو یہ ہے کہ قرآنی آیات کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جو کہ حقیقت میں اس کا مفہوم نہ ہو۔ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۶۵۸ پر الملو و تحریف کی تعریف یوں کی ہے۔

”الملو ایسے انحراف کو کہتے ہیں کہ ظاہر میں قرآن اور اس کی آیات پر ایمان و تصدیق کا دعویٰ کرے مگر ان کے معانی اپنی طرف ایسے گمراہ جو قرآن و سنت کی نصوص اور جمہور امت کے خلاف ہوں اور جس سے قرآن کا مقصد ہی الٹ جائے“

گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان ٹیلی ویژن پر خاندانی منصوبہ بندی (وزارت بہبود آبادی) کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں قرآنی آیت کو غلط انداز سے پیش کیا جا رہا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے جواز و عدم جواز سے قطع نظر، قرآن حکیم کی سورۃ البقرہ کی آخری آیت نمبر ۲۸۶ کے ایک حصے ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به (اے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے) کا مفہوم وزارت مذکورہ یہ پیش کرتی ہے کہ اس سے مراد زیادہ بچوں کا بوجھ ہے اور یہ آیت پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے ”چونکہ خاندانی منصوبہ بندی اسلام و قرآن کا حکم بھی ہے اور ہماری ضرورت بھی، اس لیے اس پر عمل کیجئے۔“

حالانکہ قرآن کی آیت مذکورہ کا یہ مفہوم سراسر تمام مفسرین کرام کی تفسیر سے بالکل مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد ہے اس لیے یہ تحریف معنوی کے زمرے میں آتا ہے جو کہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

قرآن کی آیت مذکورہ کا جو مفہوم مختلف مفسرین نے بیان کیا ہے، وہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۳۳ میں اس آیت کی تفسیر اس طرح ہے۔

ای من التکلیفات والمصائب والبلاء لا تبتلینا بما لا قبل لنا

یعنی اے اللہ ہمیں ان تکلیف و مصائب اور بلاؤں میں جتنا نہ کرنا جن کو برداشت کرنے کی ہمارے اندر طاقت نہیں۔

۲۔ تفسیر بیان القرآن ج ۱ ص ۱۷۶ میں اس آیت کی تفسیر علامہ اشرف علی تھانویؒ نے یوں بیان کی ہے۔

”اس آیت میں نگوینی تکلیف سے بچنے کی دعا ہے جس میں دنیا اور آخرت کے سب مصائب و عقوبات داخل ہیں“

۳۔ تفسیر تدر القرآن ج ۱ ص ۶۵۱ میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ یوں رقمطراز ہیں۔

”بیمیل کے معنی کسی پر کوئی بوجھ لادنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سب وطاعت کی راہ میں آگے جو آزمائشیں آنے والی ہیں، ان میں کوئی آزمائش ایسی نہ ہو جو ہماری برداشت سے زیادہ ہو اور جو ہمیں تیری وفاداری کے امتحان میں ناکام بنا دے“

۴۔ تفسیر عثمانی ص ۶۳ پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ یوں لکھتے ہیں۔

## کچھ داغستان کے بارے میں

چچیا میں جنگ بند ہوئے دو سال ہوئے کہ اب داغستان میں حریت پسند مجاہدین کی سرگرمیوں کی اطلاعات عالی میڈیا کی توجہ کا مرکز بن رہی ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد سے مسلمان ریاستیں اور نیم خود مختار علاقے جو کہ کیونسٹ استبداد کے تحت محکومی کی زندگی بسر کر رہی تھیں، مصائب و آلام، سیاسی دباؤ اور معاشی استحصال کے تحت نئے چینلوں سے دوچار ہو گئے ہیں۔ تاجکستان بد امنی کا شکار ہے۔ آزر بائیجان کو گورنر کا رابھگ کے مسئلے پر آرمینیا کی مداخلت کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اور کبھی بھی دوبارہ اٹھ کھڑا ہو سکتا ہے۔ چچیا میں ۱۹۹۳ء سے لے کر اگست ۱۹۹۶ء تک بدترین خانہ جنگی اور کشت و خون جاری رہا۔ اگستیا میں بھی حالات معمول پر نہیں اور اب داغستان میں مجاہدین کی سرگرمیاں اور ان کے خلاف روسی جوہلی کارروائی تاریخ کے ایسے واقعاتی متصل کی کڑیاں ہیں کہ جن کے تاثر میں ایک جانب جہاں علاقے کے امن و سکون کو تباہ و برباد کر دیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ مقامی مسلم آبادی کے لیے بھی غیر یقینی صورت حال پیدا کر دی ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ تو اتر کے ساتھ یہ تمام واقعات و حوالہ قفقازیہ کے علاقے میں رونما ہو رہے ہیں جہاں صدیوں سے مسلمان آبادی اور روسی توسیع پسند حکمرانوں کے درمیان تفوق اور اقتدار کی کشمکش چلی آ رہی ہے۔

روسی زار بڑی مستقل مزاجی اور منصوبہ سازی کے ساتھ وسطی ایشیا اور قفقازیہ میں مسلم ریاستوں اور علاقہ جات کے خلاف پیش قدمی کرتے رہے جس کی ابتدا ۱۵۵۲ء میں قازان کی مسلم ریاست پر قبضہ سے ہوتی ہے چنانچہ اس تیزی سے بگڑتی صورت حال میں چچیا اور داغستان کے مسلمانوں نے اپنی جنگی حکمت عملی مرتب کی۔ خلافت عثمانیہ سے قریبی تعلقات قائم کیے چنانچہ قازان میں کامیابی کے بعد جب روسی داغستان کی طرف متوجہ ہوئے تو ۱۵۹۱ء میں اصل داغستان نے خلافت عثمانیہ کے ساتھ مل کر انہیں شکست فاش دی اور ۱۶۰۳ء میں انہیں مکمل ہزیمت اور پسپائی پر مجبور کر دیا اور روسیوں کو استراقل کی سرحدوں تک دھکیل دیا۔ ۱۷۷۱ء میں کرمیا پر روسیوں کے قبضے نے ان کے حوصلے پھر سے بلند کر دیے چنانچہ داغستان ایک مرتبہ پھر روسی جارحیت کا شکار بنا۔ اسلام کے نام پر مرٹھے والے داغستانیوں نے نہایت دلیری اور پامردی کے ساتھ روسیوں کا مقابلہ کیا۔ ترکوں کے ساتھ عسکری تعاون کے علاوہ نقشبندیہ سلسلے کے شیخ اور صوفیائے کرام نے مقامی مسلم آبادی میں جہاد کی تازہ روح

پھونک دی اور ان صوفی ترکوں کو مقامی طور پر مرشد کہا جاتا تھا چنانچہ ۱۷۵۸ء میں امام مسعود منصور نقشبندی اور اس کے بعد شیخ محمد آندی نے روسیوں کے خلاف داغستان میں جہاد کی قیادت کی۔

داغستان کی جدوجہد آزادی میں امام شامل علیہ الرحمہ کی شخصیت ممتاز رہی جو ۳۵ سال تک علاقے میں روسیوں کے ساتھ برسر پیکار رہے۔ آخر کار ۱۸۵۶ء میں روسی ان کی تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کامیابی کے باوجود روسیوں کو طریقت کے دو ممتاز ترین سلسلوں کے مرشدوں کی جانب سے برابر مزاحمت کا سامنا رہا۔ نقشبندیہ کے بعد قادریہ سلسلے کے شیوخ نے جہاد کا علم اٹھائے رکھا۔ داغستان پر تسلط کے دوران ان لوگوں نے شریعت کے نفاذ اور عربی کی ترویج کے لیے تحریک چلائی۔ داغستان میں روسیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر جدوجہد ۱۹۲۰ء سے دوبارہ شروع ہوئی جو پانچ سال جاری رہی۔ امام نجم الدین اور شیخ لوزن حاجی نے اس کی قیادت کی۔ اس تاریخی پس منظر سے داغستان کے مسئلہ کا پس منظر اور اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

افغانستان کی جنگ کے دوران مسلم مجاہدین کی روسی سرحدوں کی تشکیل نو ہوئی اور ۱۹۹۱ء میں کیونسٹ نظام کی شکست کے بعد سے یکے بعد دیگرے مختلف حریت پسند تحریکیں سامنے آئیں اس قسم کی تحریکوں اور تنظیموں میں مقامی رضا کار اور بیرونی ممالک کے سرفروش شامل رہے ہیں۔ افغانستان کے جہاد کے دوران پورے عالم اسلام سے حریت پسندوں روسی استعمار سے پیہ آزمائی کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ تقریباً دس سال تک جاری رہنے والی جدوجہد مختلف اسلامی ملکوں میں جہادی تحریکوں اور تنظیموں کے قیام کا باعث بنی۔ چنانچہ افغانستان میں خانہ جنگی سے مایوس ہو کر اس میں سے بڑی تعداد بوسنیا کے محاذ پر منتقل ہو گئی جو اس دوران ۹۲-۱۹۹۱ء سے کھل گیا۔ دوسرا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ یا سر عرفات نے فلسطین کے مسئلہ کے حل کو قبول کر لیا لہذا فلسطینی سرفروش بھی بوسنیا پہنچ گئے اور علی جناب عزت بیگلوچ کی منتشر فوج ان کی تائید اور شمولیت سے اس قدر طاقت ور ہو گئی کہ سرووں کے خلاف جنگ کا نقشہ ہی پلٹ کر رکھ دیا۔ بوسنیا میں امن کے بعد ان میں سے بڑی تعداد چچیا کے محاذ پر چلی گئی۔ مارچ ۱۹۹۸ء میں جب کوسوو کا مسئلہ ابھرا تو اس وقت کوسوو لبریشن آرمی میں صرف پچاس ساٹھ رضا کار تھے جو ایک سال کے عرصے میں ایک تنظیم اور جدید اسلحہ سے لیس فوج میں تبدیل ہو گئی۔ اب کوسوو میں امن و صلح کی

## مسلم دنیا کے چند قابل فخر سائنس دان

نے تمام عمر امراض چشم کی تحقیق کرنے میں گزار دی۔ آپ دنیا کے پہلے آنکھوں کے سرجن تھے جنہوں نے موتیا بند کے علاج کے لیے آپریشن ایجاد کیا۔ آنکھ کے آپریشن کے لیے استعمال ہونے والا آلہ بھی آپ کا ایجاد کردہ ہے۔ ابو القاسم نے آنکھ کے آپریشن کے اصول و قاعدے، احتیاط و علاج اور حفظ مقدم، بعد آپریشن کی تفصیلات اپنی کتاب ”علاج العين“ میں مدلل اور جامع بحث کی ہے۔ آپ کی یہ کتاب یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ ۱۹۰۵ء میں جرمنی نے بھی بڑے اہتمام سے اس کتاب کا ترجمہ شائع کیا۔

ابو القاسم مسلم بن مجریطی (۵۳۹۲ھ - ۶۱۰۰ء)

علم طبی، علم کیمیا اور علم حیوانات میں آپ باکمال فلسفی اور سائنس دان تھے۔ اس دور میں مسلمان عالمی تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ ان کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر تجارتی حساب کتاب اور اصول کاروبار کے طریقے منضبط کیے۔ تجارت پر آپ کی دنیا میں پہلی کتاب ”المحلات“ مرتب ہوئی۔ جس کا اہل یورپ نے فوراً لاطینی میں ترجمہ کر کے استفادہ کیا۔ آپ کی دوسری کتاب علم حیوانات پر تھی۔ مجریطی نے تحقیق و جستجو کے بعد حیوانات کی قسمیں، ان کے علوات و اطوار، ان کی خصوصیات دریافت کیں۔ آپ کی کتاب ”حیوانات کی نسل“ کا اہل یورپ نے فوراً ترجمہ کر لیا۔ علم کیمیا پر آپ کی کتاب ”غایت الحکم“ مستحکم جامع اور مدلل کتاب سمجھی جاتی ہے۔ جو آپ نے بڑی تحقیق اور تجربات کے بعد مرتب کی۔ ۱۳۵۰ء میں اندلس کے عیسائی عالم نے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ اہل یورپ نے اس کتاب سے مفید فائدہ اٹھایا ہے۔

ابو القاسم ابن عباس زہراوی (۳۹۵ھ - ۱۰۰۹ء)

زہراوی پہلے باکمال سرجن تھے جنہوں نے علاج بالذواء کے ساتھ ساتھ سرجری کی بنیاد ڈالی اور اس کی اہمیت و ضرورت کو سمجھا۔ آپ نے نازک آپریشن مثلاً ”طلق“، ”سرگردے“، ”پیٹ“، ”غدد اور آنتوں کے آپریشن کے طریقے و اصول مرتب کیے۔ آپ نے سو سے زیادہ آپریشن میں استعمال ہونے والے آلات بھی ایجاد کیے۔ سرطان کے مرض پر تحقیق کر کے آپ نے بنیادی اصول و قوانین مرتب کیے۔ آپ کی فن طب پر تحقیقات تین حصوں پر مشتمل تھیں۔ اول ایسے امراض جن کا علاج دوا سے ممکن ہے۔ دوئم وہ امراض جن میں آپریشن کی ضرورت ہے۔ سوئم آپریشن کے قواعد و ضوابط، احتیاط، مریض کی نگرانی وغیرہ۔ آپ نے اپنی تمام تحقیقات کو ایک ڈائری کی صورت میں مرتب کیا جو بعد میں کتاب کی صورت میں

عرب بن سعد الکاتب قرطبی (۳۵۶ھ - ۶۹۷ء)

عرب کئی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ علی دماغ طبیب، قاتل مفکر، تاریخ دان اور علم نباتت کے ماہر تھے۔ آپ نے امراض نسوان پر خصوصی ریسرچ کی۔ حمل کا قیام، جنین اور اس کی حفاظت، زچہ و بچہ، ولیہ گیری جیسے اہم موضوعات کو اپنی تحقیق کا مرکز بنایا۔ ان سب کو الگ الگ کتابی صورت میں شائع کیا۔ دنیائے طب میں آپ کی تینوں کتابیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ عرب قرطبی کا دوسرا بڑا کارنامہ علم نباتت میں جڑی بوٹیوں کے متعلق تجربات کو کتابی صورت میں مرتب کرنا تھا۔ آپ کی حیثیت ایک عظیم مورخ کی بھی ہے۔ آپ نے اندلس کی مکمل تاریخ لکھی ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن احمد خوارزمی (۳۶۱ھ - ۶۸۰ء)

خوارزمی نامور سائنس دان اور عالم اسلام کے عظیم دانشور ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ انسائیکلو پیڈیا کی ایجاد ہے۔ اہل اسلام کی بد قسمتی ہے کہ وہ انسائیکلو پیڈیا کی ایجاد کو مغرب سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ نے اس زمانے میں تمام علوم کو حروف ابجد کی ترتیب سے مرتب کر کے جامع اور ضخیم کتاب مرتب کی جس کا نام ”مفتاح العلوم“ رکھا۔ مغرب کا انسائیکلو پیڈیا بھی اسی ترتیب سے تیار کیا گیا ہے۔ لندن کے ایک علمی ادارے نے ۱۷۹۵ء میں اس کتاب کا ترجمہ کر کے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ برسوں خوارزمی کا انسائیکلو پیڈیا یورپ کے دانش کدوں میں استعمال ہوتا رہا ہے۔

حکیم ابو محمد العدلی القانی (۳۷۷ھ - ۶۹۵ء)

حکیم القانی علم فلکیات، فن تعمیر اور فن ریاضی کی شاخ ”مساحت“ کا ماہر تھا۔ لیکن فلکیات میں وہ کمال کا مقام رکھتا تھا۔ القانی نے اپنے ہم عصر دانشور محمد بن جابر حرانی کے ساتھ مل کر نہایت عمدہ رصد گاہ تعمیر کی۔ حکیم القانی نے اس رصد گاہ میں بہترین آلات نصب کیے۔ آپ نے علم اور تجربات کے ذریعے اجرام فلکی کے باہمی فاصلوں کی صحیح صحیح پیمائش کی۔ آپ ماہر ریاضی دان تھے۔ ریاضی کی شاخ علم مساحت پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ آپ نے اس موضوع پر جامع کتاب مرتب کی ہے۔ یہ کتاب علم مساحت پر دنیا کی پہلی کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔

ابو القاسم عمار موصلی (۳۸۸ھ - ۱۰۰۵ء)

ابو القاسم سائنس دان، اچھا طبیب اور امراض چشم کا ماہر تھا۔ آپ

ترتیب دنیا کی ہر زبان میں ہوئے ہیں۔ ابن الہیثم نے ۹۹۶ء میں مصر کے فاطمی خلیفہ حاکم کو سوان کی بند کی تعمیر کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ جس سے آپ کی بصیرت اور عقل و دانش کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی تحقیقات میں اہم ترین درجہ ذیل ہیں۔

- (۱) آنکھ اور روشنی پر ریسرچ کر کے نیا نظریہ پیش کیا۔
- (۲) روشنی اور حرارت کی اصلیت اور حقیقت کا انکشاف کیا۔
- (۳) روشنی پر تحقیق کر کے دریافت کیا کہ روشنی خط مستقیم میں سفر کرتی ہے۔
- (۴) مادی وغیر مادی اجسام کی تقسیم اور اس پر روشنی کے اثرات کا نظریہ۔

(۵) پانی میں کوئی چیز میٹھی کیوں نظر آتی ہے۔

(۶) تارے جھلملاتے کیوں ہیں۔

(۷) روشنی کا انعکاس الٹا کیوں نظر آتا ہے۔

(۸) نظریہ انعطاف نور۔

(۹) آنکھ پر تحقیق۔

(۱۰) کروی آئینے کے ذریعے روشنی پر تحقیق۔

(۱۱) آنکھ کی پتلی پر تحقیقی نظریہ کی دریافت۔

آپ کے نظریات و تحقیقات کے مدلل ہونے کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج کے موجودہ سائنسی دور کی جدید ترقی یافتہ شکل آپ کے نظریات کی مرہون منت ہے۔ کیمبرج کی ایچلو کا بنیادی اصول ابن الہیثم کا بیان کردہ ہے۔

احمد بن محمد بختلنی (۳۲۳ھ - ۴۲۳ھ)

احمد بن محمد بختلنی دنیا کے پہلے عظیم سائنس دان ہیں جنہوں نے زمین کے گردش کرنے کا نظریہ پیش کر کے اپنے سے پہلے قائم نظام ہیئت اور نظریات کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اسلامی دنیا کی بد قسمتی ہے کہ اس نے ماضی میں گزرے ہوئے مسلمان سائنس دانوں اور دانشوروں کی خدمات کو طاق نسیاں میں رکھ دیا ہے۔ اہل یورپ نے عالم اسلام کی اس بے خبری سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے افراتو کی علمی خدمات کو بنیادی علم کا درجہ دے دیا۔ اہل مغرب کو پریکٹس (۱۳۷۳ء - ۱۵۳۳ء) کو زمین کی گردش کے نظریے کا بانی سمجھتے ہیں جو نہ صرف غلط ہے بلکہ علم سے بھی بددیانتی ہے۔ احمد بختلنی اس نظریے کو پانچ سو برس قبل دلائل سے پیش کر چکے تھے۔ آپ علم ہیئت کے باکمل سائنس دان اور علم ریاضی میں نئی دریافتوں کے موجد ہیں۔ آپ نے علم ہندسہ کے میدان میں قطع مخروطی کا طریقہ دریافت کیا۔ آپ کا نظریہ ”تقطع مخروطی“ کہلاتا ہے آپ کی اس دریافت سے ایک طرف جیومیٹری کے علم میں وسعت پیدا ہوئی تو دوسری طرف پیچیدہ مسائل حل کرنے میں مدد ملی۔

مرب ہوئی۔ جس کا نام ”تصریف“ رکھا گیا۔ یہ فن طب اور سرجری پر جامع اور مستند کتب تصور کی جاتی ہے۔

ابوالحسن علی بن عبدالرحمن یونس صوفی (۳۹۵ھ - ۴۰۹ھ)

ابوالحسن عظیم سائنس دان، علم ہیئت کا ماہر اور فلکیات پر اتھارٹی رکھتا تھا۔ آپ نے مشاہدات فلکی میں حیرت انگیز دریافتیں کی ہیں۔ آپ نے انحراف دائرۃ البروج کی صحیح پیمائش کر کے ۲۳ درجے اور ۳۵ منٹ نکالی جو آج کی پیمائش کے عین مطابق ہے۔ آپ کی دوسری اہم دریافت اوج شمس، طول فلکی ۸۶ درجے اور ۱۰ منٹ دریافت ہوا۔ موجودہ جدید زمانے کی صدقہ پیمائش بھی اسی قدر ہے۔ ابوالحسن صوفی کی تیسری اہم دریافت استقبال امتدائین کی صحیح قیمت اور پیمائش ہے۔ آپ کا اہم ترین کارنامہ زمین کا محور دریافت کرنا تھا۔ آپ کی زمانہ قدیم کی دریافت اور موجودہ دریافت میں معمولی فرق ہے۔

ابوالوفاء محمد بن احمد بوزجانی (۳۹۸ھ - ۴۰۱ھ)

ابوالوفاء علی دماغ سائنس دان، علم ہیئت اور علم ریاضی کا عظیم مفکر تھا۔ الجبرا، جیومیٹری اور ریاضی میں آپ کی دریافتیں قابل قدر ہیں۔ سلت نظموں کے زاویے یعنی منتظم مسح کا مسئلہ حل کرنا آپ کا کارنامہ ہے۔ زاویوں کے جیوب معلوم کرنے کا نیا کلیہ بھی ابوالوفاء کا ایجاد کردہ ہے جس سے زاویوں کی صحیح قیمتیں آسانی سے نکالی جاسکتی ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علم ہیئت کے میدان میں سورج کی کشش کا نازک نظریہ دریافت کرنا ہے۔ آپ نے ثابت کیا کہ سورج میں کشش ہے۔ چاند گردش کرتا ہے۔ زمین کے گرد چاند کی گردش سورج کی کشش کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے۔ اس نظریے کی تصدیق ۱۱ ویں صدی میں مشہور ہیئت دان ٹائیگو براہی نے بھی کی۔ اہل مغرب کا بہت بڑا تعصب ہے کہ وہ اس نظریے کو ٹائیگو براہی کے سر باندھتے ہیں۔ حالانکہ ابوالوفاء نے چھ سو سال قبل ثبوت و دلائل کے ساتھ یہ نظریہ پیش کیا تھا۔

ابوعلی حسن ابن الہیثم (۳۳۰ھ - ۴۱۲ھ)

تاریخ اسلام میں ایسی بے شمار شخصیتیں گزری ہیں جن پر عالم اسلام فخر کر سکتا ہے۔ علم کی دنیا میں بھی ابن الہیثم ایسی شخصیت ہے جن پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ آپ عظیم مفکر، چوٹی کے سائنس دان، ماہر انجینئر اور علم و حکمت کا پیکر تھے۔ اس درویش صفت اور قناعت پسند سائنس دان نے ساری عمر تحقیق و جستجو میں گزار دی۔ ابن الہیثم کے کارناموں اور تحقیقات کو چند سطروں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ ان کے کلام اور تحقیق پر کتابیں لکھنا بھی کم ہے۔ آپ کی ۲۵ کتابیں علم ریاضی پر ہیں اور ۴ کتابیں علم طبیعیات اور علم الہیات کے موضوع پر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بے شمار رسالے مختلف موضوعات پر قلم بند کیے ہیں۔ آپ کی کتابوں کے

صاحبزادہ خورشید گیلانی

## یقین

پرانے کا حال اس محفل میں ہے قتل رنگ اس اہل نظر  
شب بھر میں یہ پیدا بھی ہوا، عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا  
یہ ثابت بن امیرم کا یقین تھا جس نے جاوہ صد سالہ باہے طے کر لیا۔

مصریوں کا عقیدہ بھی تھا اور ان کے ہاں رواج بھی کہ خشک سالی کے موسم  
میں دریائے نیل کو ایک انسانی جان کا نذرانہ اور بھیٹ دیتے اور ان کے خیال میں  
نیل تب رواں ہوتا تھا۔ عمد فاروقی میں بھی ایک بار دریائے نیل خشک ہو گیا۔ اہل  
مصر نے آپ کی خدمت میں فریاد کی اور انسانی بھیٹ چڑھانے کی درخواست کی۔  
آپ نے فرمایا یہ عقیدہ تو عقیدہ توحید اور ایمان کے متافی ہے۔ انسانی جان نہیں،  
میرا پیغام لے جاؤ۔ نیل نے بہنا ہوا تو بہنا شروع ہو جائے گا۔ آپ نے دو حرفی  
رقعہ تحریر فرمایا۔ ذرا عبارت ملاحظہ کیجئے "اے نیل، اگر تو انسانی بھیٹ لے کر بہتا  
ہے تو قیامت تک سوکھا رہے۔ اگر خدا کے حکم کے مطابق تیری روانی ہے تو خدا کا  
بندہ عمر تجھے حکم دیتا ہے کہ تو بہنا شروع کر دے کیونکہ مخلوق خدا قطعاً میں جلا ہے"  
یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ رقعہ پائل تک پہنچا ہی تھا کہ پانی کی موجیں نیل کے  
کنارے سے اچھلنے لگیں۔ یقین کا عالم یہ ہو تو شعبدے دم توڑ دیتے اور معجزے  
رو نما ہونے لگتے ہیں۔

شیخ شبلی کے بارے میں آتا ہے کہ کہیں سے سفر کر کے اپنے گاؤں واپس  
لوٹ رہے تھے کہ گاؤں کے کھلے میدان میں آپ نے لوگوں کا مجمع دیکھا۔ آپ  
نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا، خیر یا شہد، کوئی آفت آگئی ہے؟ لوگوں نے کہا، قطعاً  
گھیر لیا ہے، بارش آنے کا نام نہیں لے رہی، ہم نماز اسقاء پڑھنے نکلے ہیں۔  
آپ نے فرمایا سب واپس لوٹ جاؤ۔ تمہاری نماز سے بارش نہیں ہوگی۔ لوگ  
متعجب ہوئے کہ کیوں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس بارش کے بچاؤ کے  
لئے کوئی چھتری اور کپڑا نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ خود تمہیں بھی بارش ہونے کا  
یقین نہیں ورنہ تدبیر کر کے آتے۔

آج وطن عزیز کی زمین اپنے خزانے اگلنے پر کیوں آلودہ نہیں؟ اور نامہریں  
آسمان اپنا ہن برسانے پر کیوں تیار نہیں؟ اس لیے کہ فرزند ان وطن دولت یقین  
سے محروم ہو چکے ہیں۔ آسمانوں سے تارے توڑ لانے کے دعوے کرنے والے  
سیاست دان تنکا توڑنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ کرامت بیان کرنے والے  
واعظ حکایات سے آگے نہیں بڑھتے اور ایک پھونک کے زور پر تقدیریں بدلنے  
والے مشائخ خود بے عملی کی تصویریں ہیں۔ زمین موم اور آسمان رام ہو تو کیسے  
ہو؟ اب زمزم کا چشمہ یقین کی ایزبوں سے ابلتا ہے، کدال اور پھلوڑوں کے زور  
پر نہیں۔ بلاشبہ ہمیں حرف دعا تو یاد ہے، دست دعا پھیلانے کا قرینہ بھول بیٹھے  
ہیں۔ مگر بلوں کی کیا جمل کہ وہ آہ کے عرش تک پہنچنے میں رکاوٹ بن سکیں۔ علم  
زیادہ سے زیادہ تدبیر کا جال پھیلتا ہے مگر یقین سیدھا تقدیر پر جا کند ڈالتا ہے۔

ترے دریا میں طوفان کیوں نہیں ہے؟  
خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے؟  
عیش ہے شکوہ، تعزیر یزداں  
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے؟

ایک انگریزی محاورہ ہے "ایکشن فلوز کنوشن اینڈ ٹائٹ بلج" یعنی عمل  
یقین کا محتاج ہوتا ہے، محض علم کا نہیں۔ دنیا کی ہر پیش رفت کے پیچھے یقین کامل  
کی کار فرمائی نظر آتی ہے۔ حرف و حکم اس وقت کرتا اور لفظ زلزلہ اس وقت برپا  
کرتا ہے جب اس کی پشت پر جذبہ کھڑا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آج جمود ہوتا،  
برف سے زیادہ برف اور پتھر سے زیادہ سخت، بحر مردار کے کنارے پہنچ کر کھوٹا گاڑتا  
اور مصلی بچھاتا یقین ہی کا نتیجہ تھا۔ بحر ظلمات میں کشتیاں جلانا اور گھوڑے دوڑانا  
یقین ہی کا کرشمہ تھا۔ یقین ہی کی بدولت نئی دنیا کیں دریافت ہوئیں۔ انکشافات  
کے نئے افق طلوع ہوئے، ان گنت کنگشاؤں کا سر اٹھا، منہ اور چاند مسخر ہوئے،  
اور ایجولوت کا ایک پورا ذخیرہ وجود میں آیا جس نے جنگل کے ماحول میں منگل کا  
سہاں بھر دیا۔ فرد ہو یا قوم، یقین ہی اس کا جذبہ محرکہ اور سفر کا سرمایہ ہوتا ہے۔  
یقین نہ ہو تو عرب کا قریشی ابو القحلم دنیا میں ابو جمل کھلا کر بدنام ہوتا اور افریقہ کا  
جہشی بلال یقین کی بدولت دوامپا ہوتا ہے۔ بوعلی خبار ناکہ میں گم رہتا اور دست روی  
محمل لیلیٰ تک جا پہنچتا ہے۔ رازی حروف میں الجھ کر رہ جاتا اور غزالی جامعہ نظامیہ  
سے استعفادے کر بھی سلجھ جاتا ہے۔ نئے سحر ازیلی کے فلسفے میں فنا اور اقبال  
مقام کبریا سے آشنا ہو جاتا ہے۔ ابو الفضل اور فیضی کی شخصیتیں وقف دربار  
رہتیں اور شیخ سہندی ۵۷۶ کی لحد مطلع انوار بن جاتی ہے۔ حضرت سراقہ بن جشم  
مرض الموت میں گرفتار ہیں، اہلباء لا علاج قرار دے چکے ہیں، ورثہ تدفین کی  
تیاریوں میں ہیں مگر سراقہ کہتے ہیں واللہ ابھی موت بہت دور ہے کیونکہ ابھی میں  
نے کسریٰ ایران کے کنگن پنپنے ہیں جس کی بشارت خود حضور ﷺ نے مجھے دی  
تھی۔ یہ وہی سراقہ ہیں جنہیں ہجرت کے موقع پر کفار نے سونے کے کنگن پہنانے  
کا لالچ دے کر حضور ﷺ کے تعاقب میں بھیجا تھا مگر آپ نے اس سے فرمایا تھا کہ  
اگر تم دعوت اسلام قبول کر لو تو ایک وقت آئے گا جب فارس فتح ہو گا اور شاہ  
فارس کے کنگن تمہیں پہنائے جائیں گے۔ سراقہ بلا خرمحت یاب ہوئے۔ کچھ  
مدت بعد ایران فتح ہوا اور حضرت عمر نے اپنے ہاتھوں سے کنگن سراقہ کو پہنائے۔  
یہ سراقہ کے قاب میں یقین کی روح گویا نہیں تھی تو اور کیا چیز تھی؟ ایک جنگ  
میں ثابت بن امیرم مسلمانوں سے برس پیکار ہے۔ معا سے خیال آیا اور وہ  
حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر پوچھتا ہے اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا  
ملے گا؟ آپ نے فرمایا جنت۔ اس وقت ایک کھجور کا دانہ اس کے ہاتھ میں تھا۔  
اس نے اسے زمین پر پھینکتے ہوئے کہا یا رسول اللہ، آخری سلام قبول ہو۔ یہ  
کھجوریں جنت میں جا کر کھاؤں گا۔ پلٹ کر صف کفار پر حملہ آور ہوا اور پھر شہید  
ہو گیا۔ حضور نے لاشوں کا معائنہ کرتے ہوئے فرمایا، آؤ دو ستو تمہیں میں ایسا جنتی  
کھاؤں جس نے نہ نماز پڑھی نہ روزہ رکھا نہ حج کیا مگر سیدھا جنت میں پہنچ گیا اور  
یہ ثابت بن امیرم ہے۔

## قرض کیوں؟ اپنا روپیہ کیوں نہیں؟

صرف اتنی قیمت کے جاری کرنے چاہئیں جتنی قیمت کا سونا چاندی بیرونی کرنسی نوٹ وغیرہ ہمارے پاس ہو۔ ورنہ افراط زر ہو کر ہمارا کرنسی نوٹ دو کوڑی کا ہو جائے گا۔ یہ سراسر جہالت ہے کیونکہ نوٹ کے برابر سونے چاندی کے سکے رکھنا اس وقت ضروری تھا جب پرائیویٹ بینک پر ایسری نوٹ جاری کرتے تھے اور یہ نوٹ کسی بھی وقت (عند اللب) سونے چاندی کے سکوں سے تبدیل کیے جاسکتے تھے۔ اب نہ سونے چاندی کے سکوں کا چلن ہے نہ نوٹ قتل تبدیلی ہیں۔ یہ شوشہ کہ کرنسی نوٹ کو سونے چاندی کی پشتی ہونی چاہیے، ان کا چھوڑا ہوا ہے جو ہمیں اپنی کرنسی سے، جو بلا سود لی جاسکتی ہے، فائدہ اٹھانے دینا نہیں چاہتے اور ہمیں اپنے سودی قرضوں کے جال میں پھانس کر اپنا تلخ فرما بنا چاہتے ہیں یعنی دنیا کے سرمائے کو کنٹرول کرنے اور دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے سودی سود خوروں کا جو ہر وقت اپنے سرمائے کو قرض پر دینے کے لیے گاہکوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور جن کے نزدیک علم معاشیات میں سے قرض نکال دیا جائے تو اس علم میں کچھ بھی باقی نہ بچے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کرنسی نوٹ محض اشیاء اور خدمات کا ”ذریعہ مبادلہ“ ہیں اور اگر کسی بڑھتی چڑھتی معیشت کو روپے کی قیمت کے کرنسی نوٹوں کی ضرورت ہے تو اس قیمت کے کرنسی نوٹ بلا تباہت چھاپے اور استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اس سے کرنسی نوٹ کی قیمت گھٹے گی نہیں بلکہ بڑھے گی۔ پاکستان جیسے قدرتی دولت سے مالا مال ترقی پذیر ملک میں پیداوار بڑھانے کی بے انتہا گنجائش ہے جو حسب ضرورت روپیہ مہیا ہونے پر بڑھائی جاسکتی ہے۔ پیداوار کی فراوانی اسے ارزاں کرتی ہے اور ارزاں کا مطلب ہے روپے کی قوت خرید میں اضافہ تو جہاں روپے کے اضافے سے پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے، وہاں روپے کی قوت خرید بڑھتی ہے۔ نہیں۔ سودی ماہرین معیشت نے اپنی قوم کے لیے کوئی اور قوانین بنا رکھے ہیں اور غیر سودیوں کے لیے کوئی اور۔ غیر سودیوں کو وہ معیشت کی ضرورت کے مطابق کرنسی نوٹ جاری کرنے سے یہ کہہ کر ڈراتے ہیں کہ اس سے نوٹ کی قیمت گر جائے گی یعنی افراط زر ہو جائے گا اور اس طرح ان کا سرمایہ منجمد کر کے انہیں قرض لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ سونے چاندی کے سکوں کے زمانے میں سکوں کو گردش سے نکل کر سرمایہ منجمد کیا جاتا تھا۔ کرنسی نوٹوں کے زمانے میں کرنسی نوٹ جاری کرنے میں رکاوٹ ڈال کر (کسی بھی خوف سے) سرمایہ منجمد کیا جاتا ہے۔ دیکھئے تسخیر عالم کے منصوبے

قرضوں میں بیرونی مالیاتی اداروں سے لیا گیا قرض ہماری خود مختاری اور آزادی کے لیے خطرہ بنتا جا رہا ہے وہ اس طرح کہ اس قرض کی قسطیں اور اس پر سود ہمیں بیرونی کرنسی میں ادا کرنا پڑتا ہے جو ہمیں برآمدات سے حاصل ہوتی ہے۔ ادھر لوازمات پیداوار بڑھانے کے لیے پیسوں کی کمی اور سرکاری اداروں میں ہمہ جہت بدعنوانی کی وجہ سے برآمدات کی ادائیگی کے لیے بھی کافی نہیں ہوتی، بیرونی قرض اور اس پر لگنے والا سود ادا کرنا تو دور کی بات ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم بیرونی قرضوں کے تلہندہ قرار دیے جانے کے قریب آگئے ہیں اور اس سے بچنے کے لیے ڈوہتے ہوئے آدی کی طرح بیرونی کرنسی کے حصول کے لیے بے تحاشا اور دیوانہ وار ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور ایسی کاروائیاں بھی کر رہے ہیں جن سے ہماری آزادی اور خود مختاری تک خطرے میں پڑتی جا رہی ہے مثلاً ہم نے بیرونی کرنسی کے حصول کے لیے سرمایہ کاروں کو کھلی چھوٹ دے دی ہے کہ وہ آئیں اور پاکستان میں جدید ایٹم انڈیا کمپنیوں کا کردار ادا کریں۔ بلا کسی روک ٹوک کے آئیں، یہاں کے بعد عنوان افسروں کی مدد سے خوب منافع کمائیں اور جب چاہیں سرمایہ اور منافع دونوں واپس لے جائیں اور پاکستان کو پہلے سے زیادہ بد حال چھوڑ جائیں۔ بجلی کی چند کمپنیوں نے ہماری پکار پر بیک کما ہے اور ہمیں ایسا لگتی کا ناچ نچایا ہے کہ ہمیں دن میں تارے نظر آ رہے ہیں۔ یہ کمپنیاں اکیلی ہی ہمیں تلہندہ قرار دلوانے کے لیے کافی ہیں۔ بیرونی کرنسی کے لیے ہماری تنگ و دو کا نتیجہ قرض اور مزید قرض کی صورت میں نکلا ہے۔ یہ تو ”نماز بخشوانے گئے تھے روزے گلے پڑ گئے“ کے مصداق ہو گیا ہے۔ ان مزید بیرونی قرضوں سے تلہندہ قرار دیے جانے کا خطرہ کچھ عرصہ کے لیے ٹل تو سکتا ہے مگر ختم نہیں ہو سکتا۔

بیرونی قرضے صرف برآمدات بڑھا کر اس سے ہونے والی بیرونی کرنسی کی آمدنی سے ادا کیے جاسکتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ برآمدات بڑھانے کے لیے پیداوار بڑھانا ضروری ہے اور پیداوار بڑھانے کے لیے ”لوازم پیداوار“ مہیا کرنا ضروری ہے جن میں اہم ترین ”بے شمار روپیہ“ اور ”بے شمار آدی“ ہیں۔ بے شمار آدی تو ہمارے پاس موجود ہیں جنہیں آن دی جا رہی ہے مگر ترقیاتی کاموں پر لگایا جاسکتا ہے مگر بے شمار روپیہ کمال سے آئے؟ جبکہ حکومت کا واحد ذریعہ آمدنی ٹیکس ہے جو بالکل ناگفتی ہے۔ یہ بے شمار روپیہ بھی ہمارے پاس موجود ہے مگر بعض معاشی توہمت ہمیں اس تک پہنچنے نہیں دیتے۔ مثلاً یہ ہم کہ کرنسی نوٹ

کی منظوری سے نئے نوٹ جاری کر کے اسٹیٹ بینک سے لیا جائے۔ یہ روپیہ بھی عوام کا ہوتا ہے، ان کی ہی (حکومت کی) ضمانت سے جاری ہوتا ہے اور یہی اس کے نفع نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

☆ تمام بیروزگاروں کو بھری کر کے انہیں حسب اہلیت آن دی جائے اور اضافی پیداوار کی برآمد سے جو اضافی زر مبادلہ حاصل ہو، اس سے بیرونی قرضے ادا کیے جائیں اور آئندہ بیرونی قرض نہ لینے کی قسم اٹھائی جائے۔ ٹیکس ختم کرنے اور مالی وسائل بلا سود اسٹیٹ بینک سے حاصل کرنے کے اور بھی بہت سے فائدے ہوں گے جن میں سے چند یہ ہیں۔ حکومت اپنی ضروریات کا تمام روپیہ قومی اسمبلی سے مطالبہ زر منظور کرانے کے بعد یہ آسانی محض ایک آرڈر کے ذریعے اسٹیٹ بینک سے لے سکے گی۔ (حسب ضرورت خرچ کے لیے اسٹیٹ بینک میں اپنے متعلقہ اکاؤنٹ میں رکھ سکے گی) پورا روپیہ بھی مل جائے گا، روپیہ جمع کرنے پر کوئی خرچ بھی نہیں آئے گا اور عوام دعائیں بھی دیں گے۔ لامحدود رقم مہیا ہونے کی وجہ سے قومی پیداوار بڑھانے کے لیے تمام ترقیاتی کام ایک ساتھ شروع کیے جاسکیں گے۔ بیروزگاری ختم ہو جائے گی، لوگوں کی قوت خرید بڑھے گی، اشیاء کی کھپت میں اضافہ ہوگا جس کی طلب پوری کرنے کے لیے نئے کارخانے بنیں گے جس سے روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔ چیزیں سستی ہوں گی۔ برآمدات بڑھیں گی۔ بیرونی زر مبادلہ کی آمدنی بڑھے گی جس سے قرضوں کی ادائیگی کی سہولت نکلے گی۔ جب اشیاء سستی ہوں گی تو روپے کی قیمت بڑھ جائے گی جس سے بیرونی قرضے کی (روپے میں) رقم کم ہو جائے گی اور ان کی ادائیگی آسان ہو جائے گی۔ روزگار کے مواقع میں اضافہ ہوگا اور خوشحالی بڑھے گی تو لوگوں کے احساس محرومی میں کمی ہوگی اور آپس میں جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ احساس محرومی پر مبنی گندی سیاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اچھے لوگ حکومت میں آئیں گے تو ملک ترقی کرے گا اور اقوام عالم میں اسے باعزت مقام ملے گا۔ معیشت سے سود ختم کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ اسے قرض کے بجائے نقد پر استوار کیا جائے۔

آخر میں ایک بار پھر مجھے کہنے دیجئے کہ محض ایک غریب قوم کے ٹیکسوں سے اور حکومت کے اثاثے بیچ کر ملک کو بیرونی قرضوں کی دلدل سے نکل کر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کیا جاسکتا اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کا مالیاتی نظام یکسر بدلا جائے۔ ٹیکس اور قرض کے بجائے "نقد" کی بنیاد پر استوار کیا جائے پھر اس نظام کے تحت ملکی پیداوار اور اس کی برآمد میں اضافہ کیا جائے کہ اس سے کمائے ہوئے زر مبادلہ سے بیرونی قرض ادا اور توازن تجارت مستقامت موانع ہو سکے۔ مزید قرضوں سے خواہ اسلامی ملکوں ہی سے کیوں نہ لیے جائیں، ہماری معیشت کو سنبھالا نہیں دیا جاسکتا، صرف اس کی "نزاع" کی مدت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ ہماری

میں جو پروڈکٹوں کے نام سے مشہور ہے، پروڈکٹوں نمبر ۲۰ میں یہودی دانشور کیا کہتے ہیں۔

"غیر یہود میں اقتصادی بحران پیدا کرنے کے لیے بھی ہم نے روپے کو گردش سے نکلانے کا طریقہ اختیار کیا ہے اس طریقے سے ہم نے بہت بڑے سرمائے کو منجمد کر دیا ہے لہذا مجبور ہو کر ریاستوں کو قرضوں کا سہارا لینا پڑا۔ ان قرضوں نے حکومت کی مالیات کو سود کی ادائیگی کے بوجھ تلے دبا دیا ہے اور وہ سرمائے کی غلام بن کر رہ گئی ہیں"

"زر کا اجراء آبلوی کی رفتار کے مطابق ہونا چاہیے اس لیے بچوں کو بھی ان کے یوم پیدائش سے لے کر زر کے صارفین میں شمار کرنا چاہیے۔"

"جن ملکوں نے (زر کے اجراء کے لیے) سونے کے تناسب کا معیار اختیار کیا وہ تباہی سے دوچار ہوئے۔ اس طریقے سے زر کی فراہمی کی مانگ پوری نہیں کی جاسکتی۔"

"ہم ہر شخص کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر زر کا اجراء عمل میں لائیں گے۔"

(زمانہ جدید سے مطابقت کرنے کے لیے "زر" کی جگہ "کرنسی نوٹ" پڑھئے۔ دوسرے لفظوں میں یہودی دانشوروں کے مطابق معیشت کو جتنے زر (کرنسی نوٹوں) کی ضرورت ہو اتنے بلا جھجک چھاپنے اور استعمال کرنے چاہئیں۔ نیز یہ کہ کرنسی نوٹوں کے اجراء کو سونے چاندی کے موجود ذخیرے سے متناسب کرنا معیشت کو تباہ کرنا ہے اور ہم نے تو سرمائے کو اور زیادہ منجمد کیا ہوا ہے۔ اس کو ایک غریب قوم سے حاصل کردہ ٹیکس تک محدود کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان جیسا قدرتی وسائل سے مالا مال ملک بیرونی قرضوں کا ٹائمنڈہ قرار دیے جانے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اب پاکستان کے لیے دیوالیہ اور ٹائمنڈہ قرار دیے جانے کی ذلت و رسوائی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ آئی ایم ایف کی طرف سے معیشت کی تنہیم نو کے ہمانے ایک سے ایک بڑھ کر جو قرضوں کی پیشکش کی جا رہی ہے (ایسی دھماکوں سے ان پیشکشوں میں صرف "وقفہ" آیا ہے جو جلدی ختم ہو جائے گا) اسے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا جائے گا۔ اس کے بجائے موجودہ قرضوں کی ادائیگی کے لیے ۵ سال کی سہولت طلب کر لی جائے۔ یہ سہولت ملے یا نہ ملے، ہر صورت ۵ سال تک بیرونی قرضوں کی قسطوں اور ان پر سود کی ادائیگی روک دی جائے۔ اس دوران میں مالیاتی نظام میں مندرجہ ذیل انقلابی تبدیلی لائی جائیں۔

☆ ٹیکس کے ذریعے حکومت کو سرمائے کی فراہمی ختم کر دی جائے یعنی تمام ٹیکس ختم کر دیے جائیں۔

☆ ملک کو چلانے، اس کی حفاظت کرنے، امن و امان قائم کرنے اور عوام کی فلاح و بہبود کے جاری اخراجات کے لیے نیز قومی پیداوار بڑھانے کے لیے ترقیاتی کاموں کے لیے جتنے روپے کی بھی ضرورت ہو، وہ پارلیمنٹ

بقیہ : داغستان

برقراری اور کارگل سے مجاہدین کی واپسی کے بعد داغستان میں محاذ کھل گیا ہے جس میں وسطی ایشیا، داغستان، چچنیا اور کچھ عرب ملکوں کے مجاہدین شامل ہیں۔ ان کی جدوجہد کا مقصد داغستان میں شریعت کا نفاذ اور ریاست کا ہم سلیہ چچنیا سے الحاق ہے۔ چچنیا کی جنگ کے دوران بھی اس علاقے میں فوجی سرگرمیاں جاری تھیں۔ داغستان کی تنگ کھائیاں اور بلند و بالا سنگلاخ پہاڑ چچن مجاہدین کے لیے سرحد پار پنہ حاصل کرنے کے انتہائی محفوظ مقلات تھے۔ موجودہ صورتحال میں جنگ اب سرحدوں سے بڑھ کر داغستان کے اندر بوتلیک کے ضلع تک پہنچ گئی ہے جس کے ۳۱ دیہاتوں میں سے ۷ پر حریت پسندوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ ۷ اگست سے شروع ہونے والی فوجی سرگرمیوں میں ہتدرتج اضافہ ہو رہا ہے۔ روسی ہماری توپ خانہ اور جیلی کاپٹر گن شپس سے مجاہدین کے ٹھکانوں پر مسلسل گولہ باری کر رہے ہیں۔ روسی چیف آف اسٹاف اور وزیر داخلہ کو صورتحال کو معمول پر لانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نئے وزیر اعظم نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ روس چچنیا کی طرح اس مسئلہ میں نہ ملوث ہوگا اور اس وقت کی غلطیوں دہرائے گا۔ اس کے پاس اتنی طاقتور وسائل ہیں کہ وہ حالات کو ٹھیک کر سکتی ہے۔ روسی قیادت نے اگر ضروری ہو تو چچنیا میں داخل ہو کر مجاہدین کے خلاف کارروائی کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے اس لیے کہ بہر حال چچنیا روس کا حصہ ہے۔ تاریخی پس منظر اور ہم عصر تناظر داغستان میں ایک طویل اور خونیں معرکے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ بہر حال اس مہینے کے آخر تک مسئلہ کی گہرائی اور گیرائی واضح ہو جائے گی۔ چچنیا نے داغستان کے مسئلہ سے مکمل لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے اسے روس کا اندرونی معاملہ قرار دیا ہے مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ داغستان میں مجاہدین کی کلن چچنیا میں شامل پاسیوف اور قطاب کر رہے ہیں۔ شمال نے چچنیا میں تحریک آزادی کی قیادت کی تھی اور اب داغستان میں روسیوں کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ اس طرح چچنیا کی اس سرکاری وضاحت پر یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ ان معاملات سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ ۱۵ اگست کی سی این این کی نشریات کے مطابق چچنیا میں ایک ماہ کے لیے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ رات کا کرفو اور خبروں پر سسر لگا دیا گیا ہے۔

(بہ شکر یہ روزنامہ جنگ لندن)

سیاسی پارٹیوں اور ان کے لیڈروں سے اپیل ہے کہ سیاست کی بجائے معیشت پر زیادہ توجہ دیں اور ملک کی خوشحالی کے لیے اپنے اپنے پروگرام پیش کریں۔

## ملی مسائل کے حل کے لیے انقلابی پروگرام

۱۔ نئے قرضے آئی ایم ایف کے منہ پر مار دیں۔ ۲۔ پرانے قرضے ۵ سال تک ادا نہ کرنے کا دلیرانہ اعلان کریں۔ ۳۔ بیرونی ممالک پابندیاں لگائیں تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔ ان پر بھی جو لٹی پابندیاں لگائیں۔ ان کا زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ ہمارا بہت بڑا مارکیٹ اور وسطی ایشیا کا مارکیٹ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ ۴۔ پوری قوم کو ساتھ لے کر اور تمام بیروزگاروں کو روزگار فراہم کر کے بیرونی قرضے ادا کرنے کے لیے قومی پیداوار کی برآمدات کو بڑھانے کے کام پر لگ جائیں۔ نوجوانوں کو کام پر ہی تربیت فراہم کریں۔ ۵۔ برآمدات کے لیے مشرق وسطیٰ، افریقہ، وسطی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا اور چین میں مارکیٹ ڈھونڈیں۔ مارکیٹ حاصل کرنے کے لیے کاروباری دیانت داری ازحد ضروری ہے۔ تجویز نمبر ۹ کے تحت ٹیکس معاف کرنے سے ہماری مصنوعات بیرونی مارکیٹوں میں بہت ہی سستی ہو جائیں گی۔ ۶۔ اپنی ضرورت کی مصنوعات اور جنگی ساز و سامان بھی انہی ممالک سے اور ان ممالک سے جو پابندیاں نہ لگائیں، حاصل کریں۔ اشیائے قیمتی کی درآمد بالکل بند کر دیں۔ ۷۔ امریکہ پر انحصار بالکل ختم کر دیں اور حکومت اور لوکر شاپی سے امریکہ کے آلہ کاروں کو نکل باہر کریں۔ امریکہ کی دوستی ہمیں بہت ہی مہنگی پڑی ہے۔ ۸۔ حکومت اپنی مستقل اور ترقیاتی ضرورت کا تمام سرملیہ اسٹیٹ بینک سے حاصل کرے۔ ترقیاتی کاموں سے حکومت کو جو آمدن ہو یا جو بلا سودی قرضوں کی رقوم عوام سے دلہس ملیں، وہ اسٹیٹ بینک میں دلہس جمع کرادی جائیں۔ باقی کو عوام سے لیا ہوا ٹیکس تصور کیا جائے۔ ۹۔ ٹیکس بالکل ختم کر دیں۔ اس سے ہر چیز سستی ہو جائے گی اور موجودہ آمدنوں میں لوگ خوشحال ہو جائیں گے۔ نیز بچتوں سے عوام کی سطح پر بے شمار سرملیہ فراہم ہو جائے گا جس سے اشیائے ضرورت کی فراہمی کے لیے نئی نئی کمپنیاں اور کارخانے کھلیں گے، روزگار کے مواقع کھلیں گے، برآمدات بڑھیں گے۔ ۱۰۔ حکومت میں ہر سطح پر بد عنوانی کا خاتمہ کریں اور برآمدات کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ سولت فراہم کریں۔ بیروزگاری اور منگائی کے خاتمے سے احساس محرومی پر مبنی گندی سیاست، آپس کے قتل و غارت، دشمن کی تخریب کاری اور عالم جرائم کا خاتمہ ہوگا اور لوگ اطمینان کا سانس لیں گے۔

## مسلم خاتون کا آئیڈیل، گولڈ امیئر؟

مگر اخباری اطلاعات کے مطابق مولانا فضل الرحمن نے اپنے موقف کو درست قرار دیتے ہوئے امریکی سفارت کاروں سے کہہ دیا ہے کہ اگر امریکہ افغانستان پر بلا جواز فضائی حملے کر سکتا ہے اور پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مجاہدین کو نشانہ بنا سکتا ہے تو پاکستان میں امریکی باشندوں کے تحفظ کی ضمانت دینا بھی مشکل ہے۔

امریکہ اس وقت انا ربکم الاعلیٰ کے نعرے کے ساتھ دنیا کے واحد چوہدری کی حیثیت سے اپنا یہ حق سمجھتا ہے کہ وہ جسے چاہے اور جب چاہے اپنی جارحیت کا نشانہ بنائے اور کوئی اسے روکنے والا نہ ہو۔ گزشتہ سال افغانستان اور سوڈان پر امریکی فضائی حملے اسی فرعونیت کا شاہکار تھے اور اب پھر وہ عرب مجاہد اسلام بن لادن کے خلاف کارروائی کے عنوان سے افغانستان پر نئے حملوں کی دھمکیاں دے رہا ہے اس لیے ہمارے خیال میں مولانا فضل الرحمن نے امریکہ کو یہ انتباہ کر کے اہل حق کی صحیح ترجمانی کی ہے اور اس پر وہ بلاشبہ مبارک باد اور تحسین کے مستحق ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور گزارش کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جب جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کے قائدین مولانا فضل الرحمن اور مولانا سمیع الحق مل کر لمارت اسلامی افغانستان کی شرعی حکومت کی حمایت و لاداکر رہے ہیں، خلیج عرب سے امریکی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کرنے والے عظیم عرب مجاہد اسلام بن لادن کا ساتھ دے رہے ہیں اور امریکی عزائم کی خدمت میں پوری جرات کے ساتھ پیش پیش ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس متفقہ پالیسی کو موثر طور پر آگے بڑھانے کے لیے دونوں متحد ہو جائیں؟ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ جمعیت علماء اسلام کے اتحاد کی طرف وہ جو قدم بھی بڑھائیں گے، ملک بھر کے اہل حق کی انہیں بھرپور تائید حاصل ہوگی اور ایسا ہونے کی صورت میں اہل حق کی طاقت ایک بار پھر مجتمع ہو کر عالمی استعمار کے مکروہ عزائم اور مذموم ارادوں کی راہ میں ناقص تخیروں کو بن جائے گی۔

### مولانا محی الدین خان کی فکر انگیز باتیں

۱۷ اگست ۱۹۹۹ء کو ایسٹ لندن میں واقع دارالامہ میں ورلڈ اسلامک فورم کی ایک فکری نشست میں ڈھاکہ کے بزرگ عالم دین مولانا محی الدین خان مسلمان خصوصی تھے اور نشست کا عنوان تھا "مغربی ممالک میں مسلم پرسنل لاء کی اہمیت" نشست کی صدارت فورم کے چیئرمین مولانا محمد میمن

روزنامہ جنگ لندن نے ۱۸ اگست ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں مسلم لیگ برطانیہ کی شعبہ خواتین کی ایک راہنما بیگم عشرت اشرف کا بیان شائع کیا جس میں انہوں نے اس بات پر شدید رد عمل کا اظہار کیا کہ پاکستان کی وزیر مملکت بیگم تمینہ دولتانہ نے واشنگٹن میں پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر پاکستانی سفارت خانہ میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اسرائیل کی سابق خاتون وزیراعظم مسز گولڈ امیئر کو اپنا آئیڈیل قرار دیا ہے۔ بیگم عشرت نے اپنے بیان میں بیگم تمینہ دولتانہ سے کہا ہے کہ اگر ان کا آئیڈیل واقعی مسز گولڈ امیئر ہیں تو وہ پاکستان چھوڑ کر اسرائیل چلی جائیں اور وہیں جا کر رہیں۔

ہمارے خیال میں تو بیگم تمینہ دولتانہ کے اس بیان میں کوئی زیادہ تعجب کی بات نہیں ہے اس لیے کہ ان دنوں ہمارے ہاں اس بات کی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ اپنے آپ کو امریکہ کے لیے کس طرح قاتل قبول بنایا جائے۔ سیاسی رہنماؤں سمیت مختلف شعبوں کے سرکردہ حضرات اور خاص طور پر این جی اوز اور خواتین کی تنظیموں نے امریکہ کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دے کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دن رات ایک کر رکھے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ امریکہ کی خوشنودی کے لیے یودیوں کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری ہے جو اس وقت امریکہ کے اصل حکمران ہیں اور جن کی طے کردہ پالیسیوں کے آگے کلنٹن جیسے طاقتور حکمران بھی ہانگی ملی بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس فضا میں گولڈ امیئر کو اپنا آئیڈیل قرار دینے کے سوا ایک پاکستانی خاتون سیاستدان اور کر بھی کیا سکتی ہے؟ اس لیے بیگم تمینہ کے ریمارکس پر سچ پا ہونے کی بجائے اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ پرستی کی اس لڑکھو روکنے کی کوشش کی جائے جس نے اقتدار کی دوڑ میں شریک ہر شخص، طبقہ اور گروہ کو پاگل بنا رکھا ہے۔

### مولانا فضل الرحمن کے بیان پر امریکی رد عمل

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمن کے اس بیان پر امریکہ نے شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے کہ امریکہ نے اسلام بن لادن یا طالبان کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پاکستان میں امریکی باشندے محفوظ نہیں رہیں گے۔ اس پر برطانیہ نے مولانا موصوف کو ویزا دینے سے معذرت کر دی ہے اور امریکی سفارت خانہ کے ذمہ دار حضرات نے خود مولانا فضل الرحمن سے ملاقات کر کے ان سے اس سلسلہ میں وضاحت طلب کی ہے

رہے ہیں۔ وہ السنوی کے نام سے عربی زبان میں ماہوار خبرنامہ جاری کرتے ہیں اور اپنی بضاعت اور وسائل کی حد تک رد قادیانیت میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ہماری طرح وہ بھی اس بات کے شاکی ہیں کہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لیے جس طرح باہمی ربط و منفاہت اور منصوبہ بندی کے ساتھ کام کی ضرورت ہے، وہ نہیں ہو رہا جبکہ قادیانیوں اور منکرین ختم نبوت کے دیگر گروہوں کی سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ حسن عودہ نے دینی جماعتوں اور اداروں کے نام پیغام دیا ہے کہ وہ باہمی تعاون و اشتراک کی فضا قائم کریں اور منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

### السنوی (العالمی)

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے سابق سیکرٹری اور لندن میں قادیانیوں کے شعبہ عربی کے سابق ڈائریکٹر الاستاذ حسن محمود عودہ آٹھ سال قبل مسلمان ہو گئے تھے اور تب سے مسلسل رد قادیانیت کے محاذ پر مصروف کار ہیں۔ حسن عودہ کا تعلق فلسطین سے ہے اور ان کے خاندان نے عرب ممالک میں قادیانیت کے فروغ کے لیے بہت کام کیا ہے اور اس وجہ سے وہ اب اپنی اقامت گاہ سلاوا (برطانیہ) سے السنوی (العالمی) کے نام سے عربی میں چار صفحات کا ایک خوبصورت خبرنامہ ہر ماہ شائع کرتے ہیں جس میں قادیانی عقائد کا مخصوص انداز سے رد کیا جاتا ہے۔ ان سے مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

P.O. Box 1213

SLOUGH SL2 5LS (UK)

### ایقاظ

ماضی قریب میں ایران کے بزرگ سنی عالم دین اور زاہدان کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز بلوچ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھائی ڈاکٹر عبدالرحیم بلوچ ان دنوں لندن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایران میں اہل سنت کے حقوق کی بحالی کے لیے مسلسل سرگرم عمل ہیں۔ وہ عربی زبان میں "ایقاظ" کے نام سے ایک خبرنامہ ہر ماہ شائع کرتے ہیں جس میں ایران میں اہل سنت کے حالات اور مشکلات و مسائل کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ خبرنامہ انٹرنیٹ پر بھی جاری ہوتا ہے جو درج ذیل ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

WWW.ISL.ORG.UK

منصوری نے کی جبکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی، حافظ عبدالرشید ارشد اور دیگر مقررین کے علاوہ راقم الحروف نے بھی گزارشات پیش کیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مغربی ممالک میں مسلمانوں کے پرسنل لاء یعنی نکاح و طلاق اور وراثت میں شرعی احکام پر عمل کے حق کو تسلیم کرانے کے لیے جدوجہد کی جائے۔ چنانچہ ورلڈ اسلامک فورم نے اس سلسلہ میں رابطہ کمیٹی قائم کر کے مہم کا آغاز کر دیا ہے مگر مہمیں خصوصی مولانا محی الدین خان نے اپنے خطاب میں گفتگو کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں انہیں اسلامی پرسنل لاء کا حق دلوانے کے لیے جدوجہد ضروری ہے لیکن جن ملکوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں، وہاں بھی مسلم پرسنل لاء کے مطابق تبدیل کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ترکی کی مثال دی کہ وہاں مسلمانوں کے پرسنل لاء تبدیل کیے جا چکے ہیں اور بنگلہ دیش کے بارے میں بتایا کہ وہاں نکاح و طلاق اور وراثت کے شرعی احکام و قوانین کو تبدیل کرنے کے لیے مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔

مولانا محی الدین خان کا ارشاد بالکل بجا ہے اور ہم خود پاکستان میں اسی عمل سے گزر رہے ہیں۔ قرآن و سنت کے صریح منافی دفعات رکھنے والے عالمی قوانین کے مسلسل نفاذ کے بعد اب سپریم کورٹ کے ایک جج کی سربراہی میں خواتین حقوق کمیشن نے جو رپورٹ پیش کی ہے اور جس طرح عدالتوں کے فیصلوں کے ذریعہ نکاح و طلاق اور وراثت کے شرعی احکام میں رد و بدل کی کوشش کی جا رہی ہے، وہ فی الواقع تشویش ناک ہے اور خاص طور پر قاہرہ اور بیجنگ میں ہونے والی خواتین کانفرنسوں کے بعد ان کی قراردادوں اور فیصلوں کے حوالہ سے مختلف اطراف سے جو پیش رفت ہو رہی ہے، اگر اسے روکنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی تو خود مسلم ممالک میں اکثریت سے رہنے والے مسلمان خاندانی نظام میں قرآن و سنت کے احکام پر عمل کے حق سے محروم ہو جائیں گے۔

### حسن محمود عودہ سے ایک ملاقات

گزشتہ روز برطانیہ کے شہر سلاوا میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ہمراہ فلسطینی دانشور الاستاذ حسن محمود عودہ سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی۔ حسن عودہ کا تعلق اس فلسطینی خاندان سے ہے جس نے پون صدی قبل قادیانیت قبول کی تھی اور عرب ممالک میں قادیانیت کے فروغ میں اس خاندان نے مسلسل کردار ادا کیا۔ لندن میں قادیانیوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا تو حسن عودہ قادیانیوں کے شعبہ عربی کے ڈائریکٹر اور ان کے عربی جریدہ السنوی کے ایڈیٹر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آٹھ سال پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور اس کے بعد سے وہ مسلسل قادیانیت کے عزائم اور کفر کو عرب دنیا میں بے نقاب کرنے کے لیے کام کر

## مغربی ممالک میں مسلمانوں کے پرسنل لاء کے تحفظ کے لیے جدوجہد

### ورلڈ اسلامک فورم نے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا

پانچویں سب کے سامنے ہے مگر بنگلہ دیش میں بھی ہائی کورٹ نے کومیلایا ایک طلاق یافتہ خاتون کے کیس میں فیصلہ دے دیا کہ اسے ساری عمر سابقہ خاوند کی طرف سے نان و نفقہ ملے گا۔ اس کیس کی پیروی این جی اوز نے کی مگر علماء کرام نے شریعت کو نسل قائم کر کے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی اور بلاخر سرکردہ علماء کرام سے شرعی موقف سننے کے بعد سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ قرآن و سنت کے احکام کے متافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں انہیں جداگانہ پرسنل لاء کا حق دلوانے کی جدوجہد ضروری ہے مگر مسلم اکثریت کے ممالک میں بھی نکاح و طلاق اور وراثت کے اسلامی احکام کا تحفظ ضروری ہے اور ورلڈ اسلامک فورم کو اس سلسلہ میں پورے عالم اسلام کی مجموعی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے سنجیدہ جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چینیوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو دستور کے تحت پرسنل لاء میں اپنے مذہبی احکام و قوانین پر عمل درآمد کا حق دیا گیا ہے اور تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام نے پاکستان بننے کے بعد ہی متفقہ طور پر اس کا اعلان کر دیا تھا اور دستور پاکستان میں اس کی ضمانت دے دی گئی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کو بھی جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کرنا چاہیے اور دستوری طور پر انہیں اس کی ضمانت فراہم کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بہت سے جائز حق اس لیے بھی حاصل نہیں کر پاتے کہ اس کے لیے مشترکہ جدوجہد کا اہتمام نہیں ہوتا اور باہمی خلفشار کی وجہ سے مسلمان اپنے حقوق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس لیے برطانیہ کے علماء کرام اور دینی جماعتوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی حکومت نے اس دور میں جبکہ برصغیر پاک و ہند پر مغل حکومت کے خاتمہ کے بعد وہاں اسلامی قوانین اور عدالتی نظام کو ختم کر کے انگریزی نظام اور قوانین نافذ کیے تھے، اس دور میں بھی نکاح و طلاق اور وراثت میں مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو برقرار رکھا تھا۔ اس لیے اب بھی برطانوی حکومت کو اپنے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص کا اعلان کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ اس کے لیے علمی اور فکری بنیاد پر سنجیدہ اور مسلسل محنت کی ضرورت ہے۔

معروف قانون دان جناب منصور ملک نے سپینار سے خطاب کرتے

ورلڈ اسلامک فورم نے مغربی ممالک میں مسلمانوں کے جداگانہ پرسنل لاء کا حق تسلیم کرانے کے لیے جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف حلقوں، جماعتوں اور اداروں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مولانا مفتی برکت اللہ، جناب منصور ملک، مولانا شعیب احمد سلوٹی، مولانا عادل فاروقی اور فیض اللہ خان پر مشتمل رابطہ کمیٹی قائم کر دی ہے۔ یہ فیصلہ گزشتہ روز ورلڈ اسلامک فورم کے ایک سیمینار میں کیا گیا جو ”مغربی ممالک میں مسلم پرسنل لاء“ کی اہمیت کے عنوان پر دارالامہ ایسٹ لندن میں فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سیمینار کے مہمانین خصوصی میں ڈھاکہ کے بزرگ عالم دین مولانا محی الدین خان، پنجاب اسمبلی کے رکن مولانا منظور احمد چینیوی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور ماہنامہ الرشید لاہور کے مدیر مولانا حافظ عبد الرشید ارشد شامل تھے جبکہ شرکاء میں دیگر علماء کرام اور دانشوروں کے علاوہ مولانا عتیق الرحمن سنہلی، مولانا ابوبکر سعید، ڈاکٹر نذر الاسلام بوس، مولانا خورشید احمد گنگوہی، ڈاکٹر عبد الرحیم بلوچ، قاضی صادق الودعہ، رفعت لودھی اور مولانا قاری محمد عمران خان جمائیری بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

مولانا محی الدین خان نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پرسنل لاء میں اپنے مذہبی احکام و قوانین پر عمل کا ہر قوم کو حق حاصل ہے مگر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں ان کے پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص کو تسلیم کرانے کی ضرورت و اہمیت کے ساتھ ساتھ خود مسلم ممالک میں، جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں، وہاں بھی پرسنل لاء میں مسلمانوں کے مذہبی احکام خطرہ میں پڑ گئے ہیں اور بین الاقوامی قوانین کے ساتھ ہم آہنگی کے عنوان سے قرآن و سنت کے احکام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جیسا کہ ترکی میں عملاً ہو چکا ہے اور قاہرہ اور بیجنگ کی خواتین کانفرنسوں کے فیصلوں کے حوالہ سے بنگلہ دیش اور دیگر مسلم ممالک میں اسلامی پرسنل لاء کو تبدیل کرنے کے لیے مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کی صورت حال یہ ہے کہ این جی اوز باہجوج باہجوج کی فوج کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی ہیں جو زندگی کے کم و بیش سب شعبوں میں مداخلت کر رہی ہیں اور مختلف حوالوں سے خواتین کو ابھار کر نکاح و طلاق اور وراثت کے بارے میں اسلامی احکام و قوانین کے خلاف نفرت پھیلانے میں مسلسل مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کا شاہ

میں وضاحت کی گئی ہے اور خاص طور پر مغربی معاشرہ میں مقیم مسلمانوں کے مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جلسہ کی صدارت بزرگ عالم دین مولانا قاری بندہ الہی نے کی۔

### صحابہ کرام کی پیروی ضروری ہے

تحریک خلافت پاکستان کے راہنما مولانا قاری خسیب احمد عمر بھلی نے برطانیہ میں بریڈ فورڈ، ایڈنبرا، لندن، ریڈنگ، مانچسٹر، برمنگھم اور دیگر مقلات پر مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ نئی نسل کو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حالات و واقعات اور زندگیوں سے متعارف کرانے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے لیے قیامت تک راہنمائی کا وہی سب سے بڑا معیار ہیں۔ انہوں نے مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان خاندانوں پر زور دیا کہ وہ اپنی اولاد کو عقائد اور روایات کے حوالہ سے اسلامی آداب سے روشناس کرائیں کیونکہ اس کے سوا وہ اپنے دین اور ملت سے وابستہ نہیں رہ سکیں گے۔

### جامعہ الہدیٰ نو بنگھم کی سالانہ تقریب

جامعہ الہدیٰ فارسٹ ہاؤس نو بنگھم برطانیہ میں ۲۳ جولائی ۱۹۹۹ء کو انعقدت اور اسٹوڈنٹس کی تقسیم کی سالانہ تقریب ہوئی جس کی صدارت مڈل ٹرسٹ کے چیئرمین ڈاکٹر اختر الزمان غوری نے کی جبکہ پاکستان کے ممتاز دانش ور، مصنف اور ماہر عبد الرشید لاہور کے ایڈیٹر حافظ عبد الرشید ارشد بطور خصوصی شریک ہوئے اور دیگر شرکاء میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد عیسیٰ منصور، مفتی نذر الدین عثمانی آف گوجرانوالہ، مولانا کریم اللہ خان اور مولانا فضل رحیم بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ تقریب سے صدر اجلاس اور مہمان خصوصی کے علاوہ جامعہ الہدیٰ کے پرنسپل مولانا رضوان الحق سیاحوی اور اسلامک ہوم سٹڈی کورس کے ڈائریکٹر مولانا اورنگ زیب خان نے خطاب کیا اور اس موقع پر سالانہ امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات میں انعقدت تقسیم کرنے کے علاوہ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والی پہلی کلاس کی فاضلات کو اسٹوڈنٹس گئیں۔ یہ کلاس سولہ سال سے زائد عمر کی طالبات پر مشتمل ہے جس نے ”عالمہ“ کا دو سالہ کورس مکمل کیا ہے جبکہ ۱۱ سال سے زائد عمر کی طالبات کی کلاس سات سالہ کورس کے تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں داخل ہو رہی ہے۔ اس موقع پر مہمان خصوصی حافظ عبد الرشید ارشد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں جامعہ کا نظام اور ماحول دیکھ کر خوشی ہوئی ہے اور یہ امید قائم ہو گئی ہے کہ مغربی ممالک میں نئی نسل کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے آج کے دور کی ضروریات اور تقاضوں کو سامنے رکھ کر کام کا آغاز ہو گیا ہے۔ تقریب میں طالبات کے والدین کے علاوہ معززین شرکی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی اور شرکاء نے جامعہ کے مختلف شعبوں کے معاینہ کر کے مسرت کا اظہار کیا۔

ہوئے بتایا کہ امریکہ اور برطانیہ میں یہودیوں کو پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص دستوری طور پر حاصل ہے اور برطانیہ میں ایک عیسائی فرقہ کو بھی یہ حق دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسرائیل جیسے ملک میں مسلمانوں کے جداگانہ خاندانی قوانین اور شرعی عدالتیں موجود ہیں اس لیے اگر معقولیت کے ساتھ اپنا موقف پیش کر کے اس کے لیے جدوجہد کی جائے تو مغربی ممالک میں مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کرایا جاسکتا ہے۔

حافظ عبد الرشید ارشد نے کہا کہ اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء کرام اور دینی جماعتیں باہمی سر جوڑ کر بیٹھیں اور مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل نکالیں مگر افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ جب ہم یہاں کے اخبارات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں ہر طرف دینی جماعتوں کی ہی حکمرانی ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ اسی طرح حل طلب پڑے ہیں اور دینی جماعتوں اور علماء کرام کی اس طرف کوئی توجہ نظر نہیں آتی۔ اس لیے علماء کرام اور دینی جماعتوں کی قیادت کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

بھارت کے معروف معاشی دانش ور ظفر بھائی نے سینار سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ورلڈ اسلامک فورم اور دیگر اجتماعی اداروں کو اپنی توجہات صرف ایک مسئلہ پر مرکوز نہیں رکھنی چاہئیں بلکہ تمام مسائل کو سامنے رکھ کر جدوجہد کی ترجیحات طے کرنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر معاشی معاملات کو زیادہ اہمیت دی جائے۔ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصور نے سینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغربی معاشرہ میں ہمیں خاندانی نظام کے حوالہ سے جو پریشان کن مسائل درپیش ہیں، ان میں سے اکثر مسائل پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص کی بحالی کے ساتھ خود بخود حل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے اس سلسلہ میں جدوجہد کو منظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور دیگر جماعتوں اور اداروں سے رابطہ کے بعد مسلم پرسنل لاء کے لیے مشترکہ جدوجہد کے لیے مربوط اور منظم لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

### مولانا محمد یعقوب قاسمی کی تصانیف کا افتتاح

برطانیہ میں مقیم ممتاز عالم دین اور مصنف مولانا محمد یعقوب قاسمی کی دو تصانیف ”اسلامک لاء نکاح و طلاق“ اور ”اجتہاد ختم قرآن کی شرعی حیثیت“ کی تقریب افتتاح گزشتہ روز کشمیر ویلفیئر سوسائٹی ہاٹی کے ہال میں منعقد ہوئی جس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد یعقوب قاسمی، مولانا مفتی محمد زبیر، مولانا محمد ایوب سورتی، مولانا اعجاز احمد، مولانا محمد قاسم، حاجی غلام رسول اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو علماء مغربی معاشرہ میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلامی احکامات کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں، ان کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ اس موقع پر بتایا گیا کہ ”اسلامک لاء نکاح و طلاق“ میں نکاح و طلاق سے متعلق مسائل کی انگلش

## سیرت نبوی ﷺ پر ایک قابل قدر ششماہی جریدہ

۲۲۰ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ مندرجہ ذیل ایڈریس سے منگولیا جا سکتا ہے۔

34 WARREN STREET, SAVILE TOWN,  
DEWSBURY W.F 12 9LX

### اسلامک لاء نکاح و طلاق

یہ رسالہ بھی مولانا محمد یعقوب کلوی کا تحریر کردہ ہے جس میں نکاح و طلاق کے بارے میں اسلامی احکام و قوانین ترتیب کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو اس سلسلہ میں درپیش مسائل کی بطور خاص وضاحت کی گئی ہے۔ یہ رسالہ اردو اور انگریزی میں الگ الگ شائع کیا گیا ہے اور وکلاء کے لیے بطور خاص مفید ہے۔ ۳۸ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ بھی مندرجہ بالا ایڈریس سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

### مولانا عبد اللطیف مسعود کے رسائل

حضرت مولانا عبد اللطیف مسعود آف ڈسکہ کو اللہ تعالیٰ نے کلاویانیت اور عیسائیت کے مطالعہ و تجزیہ کا خصوصی ذوق بخشا ہے اور وہ اس سلسلہ میں مطالعہ و تحقیق میں مسلسل مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ مختلف عنوانات پر تحریری طور پر عام مسلمانوں کی راہ نمائی کے لیے مقالات و مضامین بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں عالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری بلغ روڈ ملکن نے حل ہی میں (۱) کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے؟ (۲) مسلم ذرا ہوشیار باش اور (۳) کیا مسیح خدا ہے؟ کے عنوان سے تین پمفلٹ شائع کیے ہیں جو مولانا موصوف کے خصوصی ذوق کا آئینہ دار اور اس موضوع سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے بہت مفید ہیں۔

### کعبہ و کلیسا۔ حق و باطل کا موازنہ

صلیبی جنگوں کے دور کا ایک واقعہ مسلم اور مسیحی علماء کے درمیان ایک دلچسپ مکالمہ کی صورت میں مولانا مصباح الرحمن یوسفی نے قلم بند کیا ہے جو ماہنامہ دعوت اسلام آباد میں شائع ہوا اور عالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری بلغ روڈ ملکن نے اسے پمفلٹ کی شکل میں عام افادہ کے لیے شائع کر دیا ہے۔

ہمارے ماضی قریب کے بزرگوں میں نقشبندی سلسلہ کے شیخ حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انہوں نے لوگوں کی روحانی اصلاح و تزکیہ کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی اور ان کی متعدد علمی تصانیف ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم کے فرزند سید فضل الرحمن صاحب نے زوار اکیڈمی کے تحت ایک علمی جریدہ شش ماہی "السیرۃ" العالی کے نام سے شروع کیا ہے جس کا پہلا شمارہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

سوائے سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس جریدہ میں مختلف علمی عنوانات پر قابل قدر مضامین و مقالات شامل ہیں اور طباعت کا معیار بھی بہتر ہے جبکہ مجلس ادارت میں ڈاکٹر محمد مظہر بٹا، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، سید عزیز الرحمن اور مفتی سراج اللہ جیسے اصحاب علم شریک ہیں۔

سیرت طیبہ پر دیگر علمی مقالات کے علاوہ جنوری ۱۹۹۸ء تا مارچ ۱۹۹۹ء مختلف دینی جرائد میں سیرت نبوی کے موضوع پر شائع ہونے والے اہم مقالات و مضامین کی ایک فہرست بھی شائع کی گئی ہے جو اس موضوع کے قارئین کے لیے بہت مفید ہے۔

اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لیے زوار اکیڈمی پبلشرز، ۱-۱-۳۱، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰ کے پتے پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

### ایصال ثواب کے لیے اجتماعی ختم قرآن کی حیثیت

ڈیوڑ بری برطانیہ میں مقیم مولانا محمد یعقوب کلوی کے شاہرہ سنجیدہ علماء کرام اور اہل قلم میں ہوتا ہے جو مختلف عنوانات پر علمی اور اصلاحی انداز میں قلم اٹھاتے رہتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ میں انہوں نے ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن کریم اور ختم یاسین شریف کی مروجہ صورتوں پر بحث کی ہے اور قرآن و سنت کے دلائل سے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اس حوالہ سے جو صورتیں رواج پا گئی ہیں، وہ خلاف سنت ہیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے برطانیہ میں خاص طور پر مساجد کی کمیٹیوں اور ائمہ و خطباء کے درمیان ہونے والے تنازعات پر بھی بحث کی ہے اور مساجد کے انتظامات وغیرہ میں کمیٹیوں اور ائمہ کے حقوق و فرائض پر ممتاز اصحاب علم، ارباب فتویٰ کے ارشادات کا خلاصہ شامل اشاعت کر دیا ہے۔



REGD. NO.

CPL 368

Fortnightly

**AL-SHARIA**

Gujranwala

E-mail

alsharia@paknet4.ptc.pk

— زیر سرپرستی —  
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر  
— زیر نگرانی —  
مولانا زاہد الراشدی

## الشریعہ اکیڈمی

ہاشمی کالونی، کنگنی والا، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

### ☆ مجوزہ تعلیمی پروگرام ☆

- پرائمری پاس بچوں اور بچیوں کے لیے پانچ سالہ کورس جس میں حفظ قرآن کریم، عربی گرامر کے ساتھ ترجمہ قرآن پاک، دیگر ضروری دینی تعلیم، میٹرک کی تیاری اور کمپیوٹر ٹریننگ شامل ہیں۔
- درس نظامی کے فضلاء کے لیے ایک سالہ تربیتی کورس جس میں تقابلی ادیان و نظریات، تاریخ اسلام، اسلامی نظام حیات، کمپیوٹر ٹریننگ اور تحریر و تقریر کی مشق کے ساتھ ثان میٹرک فضلاء کو میٹرک کی تیاری اور میٹرک پاس فضلاء کو ایف اے کی تیاری کا پروگرام شامل ہے۔
- عام شہریوں بالخصوص وکلاء، تاجروں اور طلبہ کے لیے روزانہ مغرب سے عشاء تک قرآن کریم با ترجمہ، ضروریات دین اور عربی زبان کی تعلیم کا انتظام
- ضروریات دین، اسلامی تاریخ اور نظام اسلام کے حوالہ سے مختلف موضوعات پر خط و کتابت کورسز کا اہتمام تاکہ باقاعدہ تعلیم کے لیے وقت نہ دے سکنے والے حضرات و خواتین گھر بیٹھے دینی معلومات حاصل کر سکیں۔

### ☆ مجوزہ تعمیری پروگرام ☆

☆ مسجد خدیجۃ الکبریٰ ☆ مدرسہ البنات ☆ دار الاقامہ ☆ لائبریری

الشریعہ اکیڈمی کے مکمل پراجیکٹ کا نقشہ تیار ہو چکا ہے جس کے مطابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے ۶- اپریل ۹۹ء کو سرکردہ علماء کرام اور شہریوں کی موجودگی میں سنگ بنیاد رکھ دیا ہے اور باقاعدہ تعمیر کا آغاز ستمبر میں کیا جا رہا ہے جبکہ تعلیمی پروگرام رمضان المبارک کے بعد شروع کرنے کا ارادہ ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اصحاب خیر سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر اس کار خیر میں شریک ہوں

————— ترسیل زر کے لیے —————

چیک یا ڈرافٹ بنام ”الشریعہ“ اکاؤنٹ نمبر 1260 - حبیب بینک - تھانے والا بازار برانچ - گوجرانوالہ

رابطہ و معلومات کے لیے

(1) عثمان عمر ہاشمی، کالج روڈ، زیڈ بلاک، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ۔ فون 53735

(2) حافظ محمد عمار خان ناصر، مرکزی جامع مسجد (شیرانوالہ باغ) گوجرانوالہ۔ فون 219663

(3) فیصل محبوب، سر تاج فین، جی ٹی روڈ، کنگنی والا، گوجرانوالہ۔ فون 272694